2021
مُقَدِّمَةُ الشَّيخ
(اردو ترجمہ)
مترجم
سفیان طیب

المقدمة

فی اصول الحدیث

للامام العلامة الفقیه **الشیخ عبد الحق المحدث الدهلوی** رحمه الله القوی

المتوفی 1052ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اللہ کے نام سے شروع جو مہربان رحم والا

مُقَدِّمَةٌ فِيْ بَيَانِ بَعْضِ مُصْطَلَاحَاتِ عِلْمِ الْحَدِيْثِ مِمَّا يَكْفِيْ فِيْ شَرْحِ الْكِتَابِ مِنْ غَيْرِ تَطْوِيْلٍ وَّ إِطْنَابٍ۔

(یہ) علم حدیث کی بعض اصطلاحات کے بارے میں بغیر طوالت کے ایسا مقدمہ ہے جو کتاب (مشکوۃ) کی تشریح کے لئے کافی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِيْ تَعْرِيْفِ الْحَدِيْثِ وَأَنْوَاعِهٖ

پہلی فصل حدیث اور اس کی اقسام کی تعریف کے بارے میں ہے۔

تَعْرِيْفُ مُصْطَلَحِ الْحَدِيْثِ:۔اِعْلَمْ أَنَّ الْحَدِيْثَ فِيْ إِصْطِلَاحِ جُمْهُوْرِ الْمُحَدِّثِيْنَ يُطْلَقُ عَلٰى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِعْلِهٖ وَتَقْرِيْرِهٖ۔

حدیث کی اصطلاحی تعریف: جان لو! جمہور محدثین کی اصطلاح میں حدیث کا اطلاق نبی کریم ﷺ کے قول، فعل اور تقریر پر ہوتا ہے۔

وَمَعْنَى التَّقْرِيْرِ أَنَّهٗ فَعَلَ أَحَدٌ أَوْ قَالَ شَيْئًا فِيْ حَضْرَتِهٖ ﷺ وَلَمْ يُنْكِرْهُ وَلَمْ يَنْهَهُ عَنْ ذٰلِكَ بَلْ سَكَتَ وَقَرَّرَ۔

تقریر کا معنی: کسی نے کوئی کام نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں کیا یا کچھ کہا اور آپ ﷺ نے نہ تو انکار کیا اور نہ اس سے روکا، بلکہ سکوت فرمایا اور اس کو ثابت فرمایا۔

وَكَذٰلِكَ يُطْلَقُ الْحَدِيْثُ عَلٰى قَوْلِ الصَّحَابِيِّ وَفِعْلِهٖ وَتَقْرِيْرِهٖ وَعَلٰى قَوْلِ التَّابِعِيِّ وَفِعْلِهٖ وَتَقْرِيْرِهٖ۔

اور اسی طرح حدیث کا اطلاق صحابی کے قول، فعل اور تقریر پر ہوتا ہے۔ اور (اسی طرح حدیث کا اطلاق) تابعی کے قول، فعل اور تقریر پر ہوتا ہے۔

اَلْمَرْفُوْعُ:۔فَمَا انْتَهٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ الْمَرْفُوْعُ۔

مرفوع: جس (حدیث) کی انتہا نبی کریم ﷺ پر ہو اس کو مرفوع کہا جاتا ہے۔"

اَلْمَوْقُوْفُ:۔وَ مَا انْتَهٰى إِلَى الصَّحَابِيِّ يُقَالُ لَهُ الْمَوْقُوْفُ كَمَا يُقَالُ" قَالَ" أَوْ "فَعَلَ" أَوْ" قَرَّرَ ابْنُ عَبَّاسٍ" أَوْ" عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوْفًا" أَوْ" مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ"۔

موقوف: جس (حدیث) کی انتہا صحابی (رضی اللہ تعالی عنہ) پر ہو اس کو موقوف کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ" یا (کہا جاتا ہے) " فَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ" یا (کہا جاتا ہے) " قَرَّرَ ابْنُ عَبَّاسٍ" یا (کہا جاتا ہے) "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوْفًا" یا (کہا جاتا ہے) "مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ"۔

اَلْمَقْطُوْعُ:۔وَمَا انْتَهٰى إِلَى التَّابِعِيِّ يُقَالُ لَهُ الْمَقْطُوْعُ۔

مقطوع:۔ جس (حدیث) کی انتہا تابعی پر ہو اس کو مقطوع کہا جاتا ہے۔

اَلْحَدِيْثُ وَالْأَثَرُ:۔وَقَدْ خَصَّصَ بَعْضُهُمُ الْحَدِيْثَ بِالْمَرْفُوْعِ وَالْمَوْقُوْفِ إِذِ الْمَقْطُوْعُ يُقَالُ لَهُ الْأَثَرُ۔

حدیث واثر:۔ بعض محدثین نے حدیث کو مرفوع اور موقوف کے ساتھ خاص کیا، کیونکہ مقطوع کو (تو) اثر کہا جاتا ہے۔

وَقَدْ يُطْلَقُ الْأَثَرُ عَلَى الْمَرْفُوْعِ أَيْضًا كَمَا يُقَالُ " اَلْأَدْعِيَةُ الْمَأْثُوْرَةُ " لِمَا جَاءَ مِنَ الْأَدْعِيَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

اور کبھی کبھار اثر کا اطلاق مرفوع پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے " اَلْأَدْعِيَةُ الْمَأْثُوْرَةُ " ان دعاؤں کو جو نبی کریم ﷺ سے آئی ہوں۔

وَالطَّحَاوِيُّ سَمّٰى كِتَابَهُ الْمُشْتَمِلَ عَلٰى بَيَانِ الْأَحَادِيْثِ النَّبَوِيَّةِ وَاٰثَارِ الصَّحَابَةِ بِـــ"شَرْحُ مَعَانِي الْاٰثَارِ"۔

اور امام طحاوی نے اپنی اُس کتاب کا نام "شرح معانی الاثار" رکھا ہے جو احادیث نبویہ اور اُثار صحابہ کے بیان پر مشتمل ہے۔

وَقَالَ السَخَاوِيُّ إِنَّ لِلطَّبَرَانِيِّ كِتَابًا مُسَمًّى بِـــ"تَهْذِيْبُ الْاٰثَارِ" مَعَ أَنَّهٗ مَخْصُوْصٌ بِالْمَرْفُوْعِ وَمَا ذُكِرَ فِيْهِ مِنَ الْمَوْقُوْفِ فَبِطَرِيْقِ التَّبْعِ وَالتَّطَفُّلِ۔

اور امام سخاوی نے فرمایا کہ امام طبرانی کی ایک کتاب ہے جس کا نام "تہذیب الاثار" رکھا گیا ہے، باوجود یہ کہ وہ مرفوع (حدیثوں) کے ساتھ خاص ہے۔ اور (رہی یہ بات کہ) جو اس (کتاب) میں موقوف احادیث ذکر کی گئی ہیں تو وہ تبع (تابع ہو کر) اور تطفل کے طریقے پر ہیں۔

(یعنی تہذیب الاثار اصلا تو مرفوع حدیثوں ہی پر مشتمل ہیں، ہاں چند موقوف حدیثیں ضرور تا بیان کر دی گئی ہیں۔) (نوٹ:۔ امام طبرانی کی کتاب تہذیب الاثار تلاش کے باوجود نہ مل سکی، البتہ امام طبری کی تہذیب الاثار موجود ہے، ممکن ہے کہ عبارت میں درست طبری ہی ہو۔)

<u>اَلْخَبَرُ وَالْحَدِيْثُ</u>:۔وَالْخَبَرُ وَالْحَدِيْثُ فِي الْمَشْهُوْرِ بِمَعْنًى وَاحِدٍ۔

خبر و حدیث: اور خبر اور حدیث مشہور (قول) میں ایک (ہی) معنی میں ہیں۔ (یعنی نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث اور خبر کہا جاتا ہے۔)

وَبَعْضُهُمْ خَصَّ الْحَدِيْثَ بِمَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَالْخَبَرَ بِمَا جَاءَ عَنْ أَخْبَارِ الْمُلُوْكِ وَالسَّلَاطِيْنِ وَالْأَيَّامِ الْمَاضِيَةِ وَلِهٰذَا يُقَالُ لِمَنْ يَشْتَغِلُ بِالسُّنَّةِ مُحَدِّثٌ وَلِمَنْ يَشْتَغِلُ بِالتَّوَارِيْخِ أَخْبَارِيٌّ۔

اور بعض محدثین نے حدیث کو نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین کی طرف سے آنے والے (قول، فعل اور تقریر کے ساتھ) خاص کیا ہے۔ اور بادشاہوں اور ماضی کے دنوں کے متعلق آنے والی خبروں کو خبر کے ساتھ خاص کیا، اسی وجہ سے سنتوں میں مشغول ہونے والے کو "محدث" تاریخ میں مشغول ہونے والے کو "اخباری" کہتے ہیں۔ (یعنی حدیث اور خبر دو الگ الگ چیز ہیں۔)

اَلرَّفْعُ قِسْمَانِ صَرِيْحٌ وَحُكْمِيٌّ۔ **رفع:**۔ مرفوع کی دو قسمیں ہیں، صریح اور حکمی۔

وَالرَّفْعُ قَدْ يَكُوْنُ صَرِيْحًا وَقَدْ يَكُوْنُ حُكْمًا۔ اور مرفوع (حدیث) کبھی کبھی صریح ہوتی ہے اور کبھی کبھی حکمی ہوتی ہے۔

<u>اَلْقَوْلِيُّ الصَّرِيْحُ</u>:۔أَمَّا صَرِيْحًا فَفِي الْقَوْلِيِّ كَقَوْلِ الصَّحَابِيِّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ كَذَا أَوْ كَقَوْلِهٖ أَيِ الصَّحَابِيِّ أَوْ قَوْلِ غَيْرِهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَوْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ كَذَا۔

قولی صریح: بہر حال صریح (حدیث) تو قولی (حدیث) میں جیسا کہ صحابی کا کہنا" سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ كَذَا" (میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا) یا صحابی یا صحابی کے علاوہ (یعنی تابعی) کا کہنا" قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ "(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) یا (صحابی و تابعی کا کہنا)" عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ كَذَا "(رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے اس طرح فرمایا)۔

<u>اَلْفِعْلِيُّ الصَّرِيْحُ</u>:۔وَفِي الْفِعْلِيِّ كَقَوْلِ الصَّحَابِيِّ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَعَلَ كَذَا أَوْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهٗ فَعَلَ كَذَا أَوْ عَنِ الصَّحَابِيِّ أَوْ غَيْرِهٖ مَرْفُوْعًا أَوْ رَفَعَهٗ أَنَّهٗ فَعَلَ كَذَا۔

فعلی صریح: (بہر حال صریح حدیث) تو فعلی میں جیسا کہ صحابی کا کہنا" رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَعَلَ كَذَا "(میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا) یا (صحابی کا کہنا)" عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهٗ فَعَلَ كَذَا "(رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اس

طرح کیا) یا صحابی یا غیر صحابی سے (یوں) مروی ہو کہ (صحابیوں یا تابعیوں نے یوں کہا ہو) " مَرْفُوْعًا(أَنَّهُ فَعَلَ كَذَا)" یا(کہا ہو) " رَفَعَهُ أَنَّهُ فَعَلَ كَذَا"۔

اَلتَّقْرِيْرِيُّ الصَّرِيْحُ:۔وَفِي التَّقْرِيْرِيِّ أَنْ يَّقُوْلَ الصَّحَابِيُّ أَوْ غَيْرُهُ فَعَلَ فُلَانٌ أَوْ أَحَدٌ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ كَذَا وَلَا يَذْكُرُ إِنْكَارَهُ۔

تقریری صریح:۔ (بہر حال صریح حدیث) تو تقریری میں کہ صحابی یا غیر صحابی کہے " فَعَلَ فُلَانٌ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ كَذَا " (فلاں نے آپ ﷺ کی موجودگی میں اس طرح کیا) یا(کہے) " فَعَلَ أَحَدٌ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ كَذَا " (کسی نے آپ ﷺ کی موجودگی میں اس طرح کیا) اور وہ (صحابی و غیر صحابی) آپ ﷺ کا انکار ذکر نہ کرے۔

اَلْقَوْلِيُّ الْحُكْمِيُّ:۔وَأَمَّا حُكْمًا فَكَإِخْبَارِ الصَّحَابِيِّ الَّذِيْ لَمْ يَخْبُرْ عَنِ الْكُتُبِ الْمُتَقَدِّمَةِ مَا لَا مَجَالَ لِلْإِجْتِهَادِ فِيْهِ عَنِ الْأَحْوَالِ الْمَاضِيَةِ كَأَخْبَارِ الْأَنْبِيَاءِ أَوِ الْاٰتِيَةِ كَالْمَلَاحِمِ وَالْفِتَنِ وَأَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ عَنْ تَرَتُّبِ ثَوَابٍ مَخْصُوْصٍ أَوْ عِقَابٍ مَخْصُوْصٍ عَلٰى فِعْلٍ فَإِنَّهُ لَا سَبِيْلَ إِلَيْهِ إِلَّا السِّمَاعُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

قولی حکمی:۔ بہر حال حکمی (حدیث، قولی میں) تو جیسا کہ سابقہ کتابوں کی خبر نہ رکھنے والے صحابی کا گزرے ہوئے یا آنے والے احوال یا کسی فعل پر مخصوص ثواب کے حصول یا کسی فعل پر مخصوص عذاب کے حصول کے بارے میں ان باتوں کی خبر دینا جس میں اجتہاد کی گنجائش نہ ہو، جیسا کہ (احوال ماضیہ کی مثال ہے) انبیاء کرام کی خبریں دینا، (احوال اٰتیہ کی مثال) آخری زمانے کی ہولناکیوں، فتنوں اور قیامت کے دن کی ہولناکیوں کی خبریں دینا۔ کیونکہ اس (کو جاننے) کی طرف کوئی راستہ نہیں مگر نبی کریم ﷺ سے سننا۔

اَلْفِعْلِيُّ الْحُكْمِيُّ:۔أَوْ يَفْعَلُ الصَّحَابِيُّ مَا لَا مَجَالَ لِلْإِجْتِهَادِ فِيْهِ۔

فعلی حکمی:۔(بہر حال حکمی حدیث، فعلی میں) صحابی وہ کام کریں جس میں اجتہاد کی گنجائش نہ ہو۔

اَلتَّقْرِيْرِيُّ الْحُكْمِيُّ:۔أَوْ يُخْبِرُ الصَّحَابِيُّ بِأَنَّهُمْ كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ كَذَا فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ لِأَنَّ الظَّاهِرَ اِطِّلَاعُهُ ﷺ عَلٰى ذٰلِكَ وَنُزُوْلُ الْوَحْيِ بِهٖ أَوْ يَقُوْلُوْنَ " مِنَ السُّنَّةِ كَذَا " لِأَنَّ الظَّاهِرَ أَنَّ السُّنَّةَ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ۔

تقریری حکمی:۔ (بہر حال حکمی حدیث، تقریری میں تو وہ اس طرح ہے کہ) صحابی خبر دیں کہ وہ (صحابہ کرام) نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اس طرح کیا کرتے تھے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا اس پر آگاہ ہونا یا ان پر وحی کا نازل ہونا ظاہر ہے۔ یا وہ (صحابی) کہے "مِنَ السُّنَّةِ كَذَا" (سنت سے اسطرح ہے) اور ظاہر ہے کہ سنت، (تو وہ) رسول اللہ ﷺ کی ہی سنت ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ يَحْتَمِلُ سُنَّةَ الصَّحَابَةِ وَسُنَّةَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ فَإِنَّ السُّنَّةَ تُطْلَقُ عَلَيْهِ۔

اور بعض لوگوں نے کہا " إِنَّهُ يَحْتَمِلُ سُنَّةَ الصَّحَابَةِ وَسُنَّةَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ فَإِنَّ السُّنَّةَ تُطْلَقُ عَلَيْهِ " (کہ یہ قول "مِنَ السُّنَّةِ كَذَا" سنتِ صحابہ اور سنتِ خلفاء راشدین کا (بھی) احتمال رکھتا ہے، کیونکہ سنت کا ان پر بھی اطلاق ہوتا ہے)۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ فِيْ تَعْرِيْفِ السَّنَدِ وَالْمَتْنِ وَعَوَارِضِهِمَا۔

دوسری فصل سند و متن اور ان دونوں (سند، متن) کے عوارض کے بارے میں ہے۔

اَلسَّنَدُ:۔السَّنَدُ طَرِيْقُ الْحَدِيْثِ وَهُوَ رِجَالُهُ الَّذِيْنَ رَوَوْهُ۔

سند:۔سند حدیث کا راستہ ہے، اور وہ (راستہ) حدیث کے وہ افراد ہیں جنہوں نے حدیث کو روایت کیا۔

اَلْإِسْنَادُ:۔وَالْإِسْنَادُ بِمَعْنَاهُ وَقَدْ يَجِيْءُ بِمَعْنَى ذِكْرِ السَّنَدِ وَالْحِكَايَةِ عَنْ طَرِيْقِ الْمَتْنِ۔

اسناد:۔اسناد سند کے ہم معنی ہے اور کبھی کبھی وہ (لفظ اسناد) سند کو ذکر کرنے اور متن کے طریقے کو حکایت کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

اَلْمَتْنُ:۔مَا انْتَهٰى إِلَيْهِ الْإِسْنَادُ۔

متن:۔(متن وہ ہے) جس تک اسناد کی انتہاء ہو۔ (راویوں کے نام یعنی سند کے بعد عبارت کو متن کہتے ہیں)

اَلْمُتَّصِلُ:۔فَإِنْ لَّمْ يَسْقُطْ رَاوٍ مِنَ الرُّوَاةِ مِنَ الْبَيْنِ فَالْحَدِيْثُ مُتَّصِلٌ وَيُسَمّٰى عَدَمُ السُّقُوْطِ اِتِّصَالًا۔

متصل:۔اگر راویوں میں سے کوئی راوی سند میں سے ساقط (حذف) نہ ہو تو حدیث متصل ہے۔اور (اس) عدمِ سقوط کو اتصال کہتے ہیں۔

اَلْمُنْقَطِعُ:۔وَإِنْ سَقَطَ وَاحِدٌ أَوْ أَكْثَرُ فَالْحَدِيْثُ مُنْقَطِعٌ وَهٰذَا السُّقُوْطُ اِنْقِطَاعٌ۔

منقطع:۔اگر (حدیث کی سند سے) ایک یا ایک سے زیادہ راوی ساقط (حذف) ہوں تو حدیث منقطع ہے۔اور یہ سقوط، انقطاع (کہلاتا) ہے۔

اَلْمُعَلَّقُ:۔وَالسُّقُوْطُ إِمَّا أَنْ يَّكُوْنَ مِنْ أَوَّلِ السَّنَدِ وَيُسَمّٰى مُعَلَّقًا وَهٰذَا الْإِسْقَاطُ تَعْلِيْقًا۔

معلق:۔اور سقوط (حذف ہونا) یا تو سند کے شروع سے ہوگا اور (اگر سند کے شروع سے کوئی راوی ساقط ہو تو) اس سقوط کو معلق، اور یہ (فعل) اسقاط کو تعلیق کا نام دیا جاتا ہے۔

وَالسَّاقِطُ قَدْ يَكُوْنُ وَاحِدًا وَقَدْ يَكُوْنُ أَكْثَرَ وَقَدْ يُحْذَفُ السَّنَدُ كَمَا هُوَ عَادَةُ الْمُصَنِّفِيْنَ يَقُوْلُوْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ۔

اور (اول سند سے) ساقط ہونے والا (راوی) کبھی ایک ہوتا ہے اور کبھی ایک سے زیادہ ہوتے ہیں اور کبھی تو پوری سند حذف کر دی جاتی ہے جیسا کہ مصنفین کی عادت ہے وہ (مصنفین) کہتے ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ۔ (یعنی بغیر سند ذکر کئے کہہ دیتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا)

تَعْلِيْقَاتُ الْبُخَارِيِّ:۔وَالتَّعْلِيْقَاتُ كَثِيْرَةٌ فِيْ تَرَاجِمِ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَلَهَا حُكْمُ الْاِتِّصَالِ لِأَنَّهُ الْتَزَمَ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ أَنْ لَّا يَأْتِيَ إِلَّا بِالصَّحِيْحِ وَلٰكِنَّهَا لَيْسَتْ فِيْ مَرْتَبَةِ مَسَانِيْدِهٖ إِلَّا مَا ذَكَرَ مِنْهَا مُسْنَدًا فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ مِنْ كِتَابِهٖ۔

تعلیقات بخاری:۔اور صحیح بخاری کے نسخوں میں تعلیقات بہت ہیں اور ان (تعلیقات بخاری) کیلئے اتصال کا حکم ہے، (یعنی امام بخاری کی معلق حدیث گویا کہ متصل حدیث ہی ہے)۔ کیونکہ انہوں (امام بخاری) نے اس کتاب (بخاری) میں التزام کیا تھا کہ وہ (بخاری میں) صحیح حدیث ہی لائیں گے۔ لیکن (یاد رہے کہ) یہ (تعلیقات) امام بخاری کی مسند (احادیث) کے مرتبے میں نہیں ہے، مگر (وہ تعلیقات مسند کے مرتبے میں ہے) جن کو انہوں (امام بخاری) نے اپنی کتاب کی دوسری جگہ میں مسند (سند کے ساتھ) ذکر کیا ہو۔

حُكْمُ التَّعْلِيْقِ بِصِيْغَةِ الْمَعْلُوْمِ وَالْمَجْهُوْلِ:۔وَقَدْ يُفْرَقُ فِيْهَا بِأَنَّ مَا ذُكِرَ بِصِيْغَةِ الْجَزْمِ وَالْمَعْلُوْمِ كَقَوْلِهٖ قَالَ فُلَانٌ أَوْ ذَكَرَ فُلَانٌ دَلَّ عَلٰى ثُبُوْتِ إِسْنَادِهٖ عِنْدَهٗ فَهُوَ صَحِيْحٌ قَطْعًا وَمَا ذَكَرَهٗ بِصِيْغَةِ التَّمْرِيْضِ وَالْمَجْهُوْلِ قِيْلَ وَيُقَالُ وَذُكِرَ فَفِيْ صِحَّتِهٖ عِنْدَهٗ كَلَامٌ وَلٰكِنَّهٗ لَمَّا أَوْرَدَهٗ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ كَانَ لَهٗ أَصْلٌ ثَابِتٌ وَلِهٰذَا قَالُوْا "تَعْلِيْقَاتُ الْبُخَارِيِّ مُتَّصِلَةٌ صَحِيْحَةٌ"۔

معروف اور مجہول کے صیغے کے ساتھ تعلیق کا حکم:۔ کبھی کبھار ان (امام بخاری کی تعلیقات) میں یوں فرق کیا جاتا ہے کہ وہ (تعلیقات) جن کو صیغہ جزم (یقین، جیسا کہ فعل ماضی) و معلوم (معروف) کے ساتھ ذکر کیا گیا ہو جیسا کہ ان (امام بخاری) کا کہنا "قَالَ فلان" یا "ذَکَرَ فلان" کہنا تو وہ (قول) امام بخاری کے نزدیک اس (حدیث) کی اسناد کے ثبوت پر دلالت کرتا ہے، تو وہ (حدیث) قطعی (یقینی) طور پر صحیح

ہے۔ اور جس کو انہوں (امام بخاری) نے صیغہِ تمریض (غیر قطعی جیسا کہ مستقبل کے صیغے) اور مجہول کے صیغے کے ساتھ ذکر کیا ہو (جیسا کہ) قِيْلَ ،يُقَالُ ،ذُكِرَ تو امام بخاری کے نزدیک اس (حدیث) کے صحیح ہونے میں کلام ہے، لیکن جب انہوں نے اس (حدیث) کو اس کتاب (بخاری) میں ذکر کر دیا تو (اس ذکر کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ) اس (حدیث) کی کوئی اصل ہے جو ثابت ہے۔ اسی وجہ سے محدثین نے کہا "تَعْلِيْقَاتُ الْبُخَارِيِّ مُتَّصِلَةٌ صَحِيْحَةٌ" (امام بخاری کی تعلیقات متصل اور صحیح ہیں)۔

اَلْمُرْسَلُ:۔ وَإِنْ كَانَ السُّقُوْطُ مِنْ اٰخِرِ السَّنَدِ فَإِنْ كَانَ بَعْدَ التَّابِعِيِّ فَالْحَدِيْثُ مُرْسَلٌ وَهٰذَا الْفِعْلُ إِرْسَالٌ كَقَوْلِ التَّابِعِيِّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ۔

مرسل:۔ اور اگر سقوط (حذف) سند کے آخر سے ہو تو اگر وہ (سقوط یعنی حذف) تابعی کے بعد ہو تو حدیث مرسل ہے اور یہ فعل "ارسال" ہے جیسا کہ تابعی کا " قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ " کہنا۔

وَقَدْ يَجِيْءُ الْمُرْسَلُ وَالْمُنْقَطِعُ بِمَعْنًى وَالْاِصْطِلَاحُ الْأَوَّلُ أَشْهَرُ۔

اور (محدثین کے نزدیک) کبھی کبھار مرسل اور منقطع ایک معنی میں آتے ہیں اور (لیکن) پہلی اصطلاح زیادہ مشہور ہے۔ (یعنی مرسل، منقطع کے معنی میں ہے کہ سند سے راوی حذف ہو جائے، چاہے وہ ابتداء سے ہو، درمیان سے ہو یا انتہاء ہو)۔

حُكْمُ الْمُرْسَلِ:۔ وَحُكْمُ الْمُرْسَلِ التَّوَقُّفُ عِنْدَ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ لِأَنَّهُ لَا يَدْرِیْ أَنَّ السَّاقِطَ ثِقَةٌ أَوْلَا ،لِأَنَّ التَّابِعِيَّ قَدْ يَرْوِیْ عَنِ التَّابِعِيِّ وَفِي التَّابِعِيْنَ ثِقَاتٌ وَغَيْرُ ثِقَاتٍ۔

مرسل کا حکم:۔ جمہور علماء کے نزدیک مرسل کا حکم توقف ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ ساقط (گرنے والا) ثقہ ہے یا غیر ثقہ؟ کیونکہ تابعی کبھی کبھار تابعی سے روایت کرتا ہے اور تابعین میں ثقہ اور غیر ثقہ (دونوں ہوتے) ہیں۔

وَعِنْدَ أَبِیْ حَنِيْفَةَ وَمَالِكٍ اَلْمُرْسَلُ مَقْبُوْلٌ مُطْلَقًا وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ إِنَّمَا أَرْسَلَهُ لِكَمَالِ الْوُثُوْقِ وَالْاِعْتِمَادِ لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الثِّقَةِ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ صَحِيْحًا لَمْ يُرْسِلْهُ وَلَمْ يَقُلْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ۔

اور امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک مرسل (حدیث) مطلقا (چاہے اس کو تقویت ملی ہو یا نہ ملی ہو) قبول ہے، وہ (امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ) فرماتے ہیں کہ اس (تابعی) نے اس (حدیث میں) اعتماد اور بھروسے کے مکمل ہونے کی وجہ سے ارسال کیا ہے، کیونکہ کلام (جیسا کہ آگے کی عبارت سے پتہ چلتا ہے) ثقہ (راوی) میں ہے اور اگر اس (محدث) کے نزدیک (حدیث) صحیح نہ ہوتی تو وہ اس (حدیث میں) ارسال نہ کرتا اور یوں نہ کہتا " قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ "۔

وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ إِنِ اعْتَضَدَ بِوَجْهٍ اٰخَرَ مُرْسَلٍ أَوْ مُسْنَدٍ وَإِنْ كَانَ ضَعِيْفًا قُبِلَ۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اگر اسے کسی دوسری وجہ سے تقویت مل جائے (چاہے وہ) مرسل ہو یا مسند، اگرچہ ضعیف ہو تو وہ مقبول ہے۔

وَعَنْ أَحْمَدَ قَوْلَانِ۔ اور امام احمد (بن حنبل) رحمہ اللہ کے نزدیک دو قول ہیں۔ (جو امام اعظم و مالک رحمہما اللہ و جمہور کے قول ہیں)

وَهٰذَا كُلُّهٗ إِذَا عُلِمَ أَنَّ عَادَةَ ذٰلِكَ التَّابِعِيِّ أَنْ لَّا يُرْسِلَ إِلَّا عَنِ الثِّقَاتِ۔

یہ تمام (مرسل کے حکم کے بارے میں اختلافِ فقہاء) اس وقت ہے جب اس تابعی کی عادت کو جان لیا جائے کہ وہ صرف ثقہ راویوں ہی سے ارسال کرتا ہے۔

وَإِنْ كَانَتْ عَادَتُهُ أَنْ يُرْسِلَ عَنِ الثِّقَاتِ وَعَنْ غَيْرِ الثِّقَاتِ۔ فَحُكْمُهُ التَّوَقُّفُ بِالِاتِّفَاقِ كَذَا قِيْلَ وَفِيْهِ تَفْصِيْلٌ أَزْيَدُ مِنْ ذٰلِكَ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ فِي شَرْحِ الْأَلْفِيَةِ۔

اور اگر اس کی عادت ہو کہ وہ ثقہ اور غیر ثقہ (دونوں) سے ارسال کرتا ہے، تو بالاتفاق اس کا حکم توقف ہے، اسی طرح کہا گیا ہے۔ اس میں اس سے زیادہ تفصیل ہے جس (تفصیل) کو امام سخاوی نے " شرح الالفیہ" میں ذکر کیا۔

اَلْمُعْضَلُ:۔ وَإِنْ كَانَ السُّقُوْطُ مِنْ أَثْنَاءِ الْإِسْنَادِ فَإِنْ كَانَ السَّاقِطُ اثْنَيْنِ مُتَوَالِيًا يُسَمّٰى مُعْضَلًا بِفَتْحِ الضَّادِ۔

مُعْضَل:۔ اور اگر سقوط (راوی کا حذف ہونا) اسناد کے درمیان سے ہوں تو اگر ساقط (حذف ہونے والے راوی) پے در پے دو ہوں تو اس (حدیث) کو مُعْضَل کا نام دیا جاتا ہے۔ مُعْضَل (ضاد کے فتح کے ساتھ ہے)

اَلْمُنْقَطِعُ:۔ وَإِنْ كَانَ وَاحِدًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ غَيْرِ مَوْضِعٍ وَّاحِدٍ يُسَمّٰى مُنْقَطِعًا۔

مُنْقَطِع:۔ اور اگر (درمیان سے "ساقط" حذف ہونے والا راوی) ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہو (لیکن) ایک جگہ کے علاوہ میں ہو (یعنی معضل کی طرح پے در پے نہ ہو) تو اس (حدیث) کو منقطع کا نام دیا جاتا ہے۔

وَعَلٰى هٰذَا يَكُوْنُ الْمُنْقَطِعُ قِسْمًا مِّنْ غَيْرِ الْمُتَّصِلِ۔ اور اس (صورت) پر منقطع غیر متصل کی قسم ہو جائیگا۔

وَقَدْ يُطْلَقُ الْمُنْقَطِعُ بِمَعْنَى غَيْرِ الْمُتَّصِلِ مُطْلَقًا شَامِلًا لِجَمِيْعِ الْأَقْسَامِ، وَبِهٰذَا الْمَعْنٰى يُجْعَلُ مَقْسَمًا أَيْ لَا يَكُوْنُ قِسْمًا وَاحِدًا بَلْ يَشْتَمِلُ عَلٰى جَمِيْعِ أَقْسَامِ الْاِنْقِطَاعِ۔

اور کبھی کبھار منقطع کا غیر متصل کے معنی پر مطلقا (چاہے وہ انقطاع ابتدائے سند سے ہو، انتہائے سند سے ہو یا درمیان سے ہو وغیرہ) اطلاق کیا جاتا ہے جو کہ (منقطع کی) تمام اقسام کو شامل ہے اور اس معنی (منقطع بمعنی غیر المتصل) کی وجہ سے وہ (منقطع) مَقْسَمْ ہو جائے گا یعنی وہ ایک قسم نہیں ہو گا، بلکہ انقطاع کی تمام اقسام پر مشتمل ہو گا۔

طَرِيْقُ مَعْرِفَةِ الْاِنْقِطَاعِ:۔ وَيُعْرَفُ الْاِنْقِطَاعُ وَسُقُوْطُ الرَّاوِيْ بِمَعْرِفَةِ عَدَمِ الْمُلَاقَاةِ بَيْنَ الرَّاوِيْ وَالْمَرْوِيِّ عَنْهُ إِمَّا بِعَدَمِ الْمُعَاصَرَةِ أَوْ عَدَمِ الْاِجْتِمَاعِ وَالْإِجَازَةِ عَنْهُ بِحُكْمِ عِلْمِ التَّارِيْخِ الْمُبِيْنِ لِمَوَالِيْدِ الرُّوَاةِ وَوَفِيَاتِهِمْ وَتَعْيِيْنِ أَوْقَاتِ طَلَبِهِمْ وَارْتِحَالِهِمْ وَبِهٰذَا صَارَ عِلْمُ التَّارِيْخِ أَصْلًا وَعُمْدَةً عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ۔

انقطاع کی پہچان کا طریقہ:۔ اور انقطاع یعنی راوی کے سقوط (راوی کے حذف ہونے) کو راوی اور مروی عنہ (جس روایت کی ہو) کے درمیان ملاقات نہ ہونے کی معرفت سے جانا جاتا ہے یا تو (وہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان، عدم ملاقات کی معرفت) (راوی اور مروی عنہ کے) ہم زمانہ نہ ہونے کی وجہ سے (ہو گا) یا (زمانہ تو ایک ہو گا، لیکن عدم ملاقات کی معرفت) آپس میں جمع نہ ہونے کی وجہ سے (ہو گی) اور مروی عنہ کی طرف سے (راوی) کو اجازت نہ ہونے کی وجہ (معرفت) سے (انقطاع کی پہچان) ہو گی، اس علم تاریخ کے جاننے سے جو راویوں کی پیدائش، راویوں کی وفات، ان کے علم دین حاصل کرنے، اور سفر کرنے کے وقتوں کو بیان کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے علم تاریخ محدثین کے نزدیک اصل اور عمدہ ہو گیا۔

اَلْمُدَلَّسُ:۔ وَمِنْ أَقْسَامِ الْمُنْقَطِعِ اَلْمُدَلَّسُ بِضَمِّ الْمِيْمِ وَفَتْحِ اللَّامِ الْمُشَدَّدَةِ يُقَالُ لِهٰذَا الْفِعْلِ اَلتَّدْلِيْسُ وَلِفَاعِلِهٖ مُدَلِّسٌ بِكَسْرِ اللَّامِ۔

مُدَلَّس:۔ اور مدلس (میم کے ضمہ اور لام مشددہ کے فتح کے ساتھ) منقطع کی اقسام (میں) سے ہے جس کے فعل کو تدلیس اور فاعل کو مُدَلِّس (لام کے کسرہ کے ساتھ) کہا جاتا ہے۔

تَعْرِيْفُ التَّدْلِيْسِ اِصْطِلَاحًا:۔ وَصُوْرَتُهٗ أَنْ لَّا يُسَمِّيَ الرَّاوِيْ شَيْخَهُ الَّذِيْ سَمِعَهٗ مِنْهُ بَلْ يَرْوِيْ عَمَّنْ فَوْقَهٗ بِلَفْظٍ يُوْهِمُ السَّمَاعَ وَلَا يَقْطَعُ كِذْبًا كَمَا يَقُوْلُ "عَنْ فُلَانٍ" وَ "قَالَ فُلَانٌ"۔

تدلیس اصطلاحی:۔ (تدلیس کی اصطلاحی تعریف) اور اس کی صورت (یہ ہے) کہ راوی اپنے اس شیخ کو ذکر نہ کرے جس سے اس نے حدیث سنی ہو بلکہ وہ اس (شیخ) کے اوپر والے (راوی) سے روایت کرے ایسے لفظ کے ساتھ جو سماع (سننے) کا وہم ڈالے اور وہ (لفظ) قطعی جھوٹ نہ ہو۔ جیسا کہ وہ (مدلّس) کہتا ہے "عَنْ فُلَانٍ" اور "قَالَ فُلَانٌ"۔

تَعْرِيْفُ التَّدْلِيْسِ لُغَةً:۔ وَالتَّدْلِيْسُ فِي اللُّغَةِ" كِتْمَانُ عَيْبِ السِّلْعَةِ فِي الْبَيْعِ" وَقَدْ يُقَالُ إِنَّهٗ مُشْتَقٌّ مِّنَ الدَّلَسِ وَهُوَ اخْتِلَاطُ الظَّلَامِ وَاشْتِدَادُهٗ۔

تدلیس لغوی:۔ لغت میں تدلیس "بیع میں سامان کے عیب کو چھپانا" ہے۔ اور کبھی کبھی کہا جاتا ہے کہ وہ "اَلدَّلَسُ" سے مشتق ہے۔ اور وہ (دَلَسٌ کا معنی) اندھیرے کا زیادہ ہونا ہے۔

وَجْهُ التَّسْمِيَةِ بِهٖ:۔ سُمِّيَ بِهٖ لِاِشْتِرَاكِهِمَا فِي الْخَفَاءِ۔

تدلیس کی وجہ تسمیہ:۔ "دَلَسْ یا تَدْلِیْس" کو "مُدَلَّس" کا نام، ان دونوں (لغوی واصطلاحی تعریف) کے خفاء میں مشترک ہونے کی وجہ سے دیا گیا ہے۔

حُكْمُ الْمُدَلِّسِ:۔ قَالَ الشَّيْخُ وَحُكْمُ مَنْ ثَبَتَ عَنْهُ التَّدْلِيْسُ أَنَّهٗ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ إِلَّا إِذَا صَرَّحَ بِالْحَدِيْثِ۔

مُدَلِّس کا حکم:۔ شیخ (احمد بن علی العسقلانی) نے فرمایا "اور اس کا حکم جس سے تدلیس ثابت ہو جائے (یہ ہے) کہ اس کی روایت کو قبول نہیں کیا جائے گا مگر (تب قبول کیا جائے گا) جب وہ تحدیث (حدیث بیان کرنے) کے ساتھ صراحت کر دے۔ (جیسا کہ حدثنی، اخبرنا)

حُكْمُ التَّدْلِيْسِ:۔ قَالَ الشُّمُنِّيُّ "اَلتَّدْلِيْسُ حَرَامٌ عِنْدَ الْأَئِمَّةِ"۔

تدلیس کا حکم:۔ امام شمنی نے فرمایا "اَلتَّدْلِيْسُ حَرَامٌ عِنْدَ الْأَئِمَّةِ" (تدلیس ائمہ کے نزدیک حرام ہے)۔

رُوِيَ عَنْ وَكِيْعٍ أَنَّهٗ قَالَ "لَا يَحِلُّ تَدْلِيْسُ الثَّوْبِ فَكَيْفَ بِتَدْلِيْسِ الْحَدِيْثِ"۔

امام وکیع سے روایت کیا گیا کہ انہوں نے کہا کہ "لَا يَحِلُّ تَدْلِيْسُ الثَّوْبِ فَكَيْفَ بِتَدْلِيْسِ الْحَدِيْثِ" (کپڑے کی تدلیس جائز نہیں تو حدیث کی تدلیس کیسے جائز ہو سکتی ہے؟)۔

وَبَالَغَ شُعْبَةُ فِيْ ذَمِّهٖ۔ اور امام شعبہ نے اس (مدلس) کی مذمت میں مبالغہ فرمایا۔

حُكْمُ رِوَايَةِ الْمُدَلِّسِ:۔ وَقَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْ قُبُوْلِ رِوَايَةِ الْمُدَلِّسِ۔

مدلس کی روایت کا حکم:۔ مُدَلِّس (بکسر اللام) کی روایت کو قبول کرنے میں علماء نے اختلاف کیا۔

فَذَهَبَ فَرِيْقٌ مِّنْ أَهْلِ الْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ إِلٰى أَنَّ التَّدْلِيْسَ جَرْحٌ وَأَنَّ مَنْ عُرِفَ بِهٖ لَا يُقْبَلُ حَدِيْثُهٗ مُطْلَقًا۔

(پہلا قول) تو محدثین اور فقہاء کی ایک جماعت اس طرف گئی کہ تدلیس عیب ہے اور جو اس (تدلیس) میں مشہور ہو تو اس کی حدیث مطلقا (تمام صورتوں میں) قبول نہیں کی جائے گی۔

وَقِيْلَ يُقْبَلُ۔ اور (دوسرا قول یہ بھی) کہا گیا ہے کہ قبول کرلی جائے گی۔

وَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ إِلٰى قُبُوْلِ تَدْلِيْسِ مَنْ عُرِفَ أَنَّهٗ لَا يُدَلِّسُ إِلَّا عَنْ ثِقَةٍ كَابْنِ عُيَيْنَةَ وَإِلٰى رَدِّ مَنْ كَانَ يُدَلِّسُ عَنِ الضُّعَفَاءِ وَغَيْرِهِمْ حَتّٰى يَنُصَّ عَلٰى سَمَاعِهٖ بِقَوْلِهٖ سَمِعْتُ أَوْ حَدَّثَنَا أَوْ أَخْبَرَنَا۔

اور (تیسرا قول) جمہور اس (مدلس) کی تدلیس کو قبول کرنے کی طرف گئے جو اس بات میں مشہور ہو کہ وہ ثقہ (راویوں) ہی سے تدلیس کرتا ہے جیسا کہ (ابن عیینہ) اور (جمہور گئے) اس (مدلس کے) رد کرنے کی طرف جو ضعیف اور غیر ضعیف (دونوں) سے تدلیس کرتا ہو، یہاں تک (ایسے مدلس کی روایت قبول کرلی جائے گی) جو اپنے سماعت پر اپنے اس قول سے صراحت کردے۔ "سَمِعْتُ" یا "حَدَّثَنَا" یا "أَخْبَرَنَا"۔

أَسْبَابُ التَّدْلِيْسِ:۔ وَالْبَاعِثُ عَلَى التَّدْلِيْسِ قَدْ يَكُوْنُ لِبَعْضِ النَّاسِ غَرَضٌ فَاسِدٌ مِثْلُ إِخْفَاءِ السَّمَاعِ مِنَ الشَّيْخِ لِصِغَرِ سِنِّهٖ أَوْ عَدَمِ شُهْرَتِهٖ وَجَاهِهٖ عِنْدَ النَّاسِ۔

تدلیس کے اسباب:۔ تدلیس پر ابھارنے والی بعض اوقات کچھ لوگوں کی فاسد غرض ہوتی ہے جیسا کہ شیخ سے سننے ہوئے کو چھپانا، اس (شیخ) کے کم عمر ہونے کی وجہ سے یا لوگوں کے یہاں اس کی شہرت اور منصب نہ ہونے کی وجہ سے۔

تَدْلِيْسُ الْأَكَابِرِ:۔ وَالَّذِيْ وَقَعَ مِنْ بَعْضِ الْأَكَابِرِ لَيْسَ لِمِثْلِ هٰذَا بَلْ مِنْ جِهَةٍ وُثُوْقِهِمْ بِصِحَّةِ الْحَدِيْثِ وَاسْتِغْنَاءٍ بِشُهْرَةِ الْحَالِ۔

اکابر کی تدلیس:۔ اور بعض اکابرین سے جو (تدلیس) واقع ہوئی ہے یہ اس (غرض فاسد) کی طرح نہیں ہے، بلکہ ان (اکابرین) کا حدیث کے صحیح ہونے پر اعتماد اور (پوشیدہ شیخ کی) حالت کی شہرت سے مستغنی ہونے کے اعتبار سے ہے۔

قَالَ الشُّمُنِيُّ "يَحْتَمِلُ أَنْ يَّكُوْنَ قَدْ سَمِعَ الْحَدِيْثَ مِنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الثِّقَاتِ وَعَنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ فَاسْتَغْنٰى بِذِكْرِهٖ عَنْ ذِكْرِ أَحَدِهِمْ أَوْ ذِكْرِ جَمِيْعِهِمْ لِتَحَقُّقِهٖ بِصِحَّةِ الْحَدِيْثِ فِيْهِ كَمَا يَفْعَلُ الْمُرْسِلُ"۔

امام شمنی نے فرمایا "(اکابرین کا تدلیس کرنا اس بات کا) احتمال رکھتا ہے کہ اس (اکابر) نے حدیث کو ثقہ راویوں کی ایک جماعت اور اس مرد (یعنی شیخ) سے سنا ہو، پھر اس ایک راوی کا ذکر کرنا ان ثقہ راویوں میں سے کسی ایک کے ذکر کرنے یا سب کے ذکر کرنے سے ہی بے پرواہ کردیتا ہے۔ اس کے حدیث کی صحیح ہونے پر یقین کی وجہ سے جیسا کہ مرسل کرتا ہے۔

اَلْمُضْطَرِبُ:۔ وَإِنْ وَقَعَ فِيْ إِسْنَادٍ أَوْ مَتْنٍ اِخْتِلَافٌ مِّنَ الرُّوَاةِ بِتَقْدِيْمٍ أَوْ تَأْخِيْرٍ أَوْ زِيَادَةٍ أَوْ نُقْصَانٍ أَوْ إِبْدَالُ رَاوٍ مَّكَانَ رَاوٍ اٰخَرَ أَوْ مَتْنٍ مَكَانَ مَتْنٍ أَوْ تَصْحِيْفٌ فِيْ أَسْمَاءِ السَّنَدِ أَوْ أَجْزَاءِ الْمَتْنِ أَوْ بِاِخْتِصَارٍ أَوْ حَذْفٍ أَوْ مِثْلُ ذٰلِكَ فَالْحَدِيْثُ مُضْطَرِبٌ۔

مضطرب:۔ اگر اسناد یا متن میں تقدیم و تاخیر، یا کمی و بیشی، اختصار، حذف یا اسی جیسی دوسری چیزوں کے ساتھ راویوں کا اختلاف واقع ہوجائے یا ایک راوی کی دوسرے راوی کی جگہ یا ایک متن کی دوسرے متن کی جگہ تبدیلی واقع ہوجائے یا سند کے ناموں میں یا متن کے اجزاء میں تصحیف (غلطی) واقع ہوجائے، تو حدیث (مضطرب) ہے۔

حُكْمُ الْمُضْطَرِبِ مِنَ الرِّوَايَاتِ: ۔فَإِنْ أَمْكَنَ الْجَمْعُ فَبِهَا وَإِلَّا فَالتَّوَقُّفُ۔

حدیث مضطرب کا حکم: ۔اگر جمع کرنا ممکن ہو توفبھا (یعنی جمع کریں گے) ورنہ توقف (کریں گے۔

اَلْمُدْرَجُ: ۔وَإِنْ أَدْرَجَ الرَّاوِيُ كَلَامَهُ أَوْ كَلَامَ غَيْرِهٖ مِنْ صَحَابِيٍّ أَوْ تَابِعِيٍّ مَثَلًا لِغَرَضٍ مِّنَ الْأَغْرَاضِ كَبَيَانِ اللُّغَةِ أَوْ تَفْسِيْرٍ لِلْمَعْنٰى أَوْ تَقْيِيْدٍ لِلْمُطْلَقِ أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ فَالْحَدِيْثُ مُدْرَجٌ۔

مدرج: ۔اگر راوی اپنایا اپنے علاوہ صحابی یا تابعی کا کلام (روایت میں) داخل کر دے کسی غرض کی وجہ سے جیسا کہ لغت کو بیان کرنا یا معنی کی تفسیر کرنا یا مطلق کو مقید کرنا یا اسی طرح تو وہ حدیث مدرج ہے۔

تَنْبِيْهُ الرِّوَايَةِ بِالْمَعْنٰى: ۔وَهٰذَا الْمَبْحَثُ يَنْجَرُّ إِلٰى رِوَايَةِ الْحَدِيْثِ وَنَقْلِهٖ بِالْمَعْنٰى۔

تنبیہ روایت بالمعنی: ۔یہ بحث حدیث کی روایت اور حدیث کو بالمعنی نقل کرنے کی طرف کھینچتی ہے۔

وَفِيْهِ اخْتِلَافٌ فَالْأَكْثَرُوْنَ عَلٰى أَنَّهٗ جَائِزٌ مِّمَّنْ هُوَ عَالِمٌ بِالْعَرَبِيَّةِ وَمَاهِرٌ فِيْ أَسَالِيْبِ الْكَلَامِ وَعَارِفٌ بِخَوَاصِّ التَّرَاكِيْبِ وَمَفْهُوْمَاتِ الْخِطَابِ لِئَلَّا يُخْطِئَ بِزِيَادَةٍ وَّنُقْصَانٍ۔

اور اس میں اختلاف ہے۔(پہلا قول) اکثر محدثین اس (بات) پر ہیں کہ روایت بالمعنی اس (شخص) سے جائز ہے جو عربی کا عالم ہو اور عربی کلام کے اسلوب میں ماہر ہو اور خاص تراکیب اور خطاب کے مفہومات کو پہچانتا ہو، تاکہ وہ کمی وزیادتی کے ذریعے سے خطانہ کرے۔

وَقِيْلَ جَائِزٌ فِيْ مُفْرَدَاتِ الْأَلْفَاظِ دُوْنَ الْمُرَكَّبَاتِ۔

(دوسرا قول) (روایت بالمعنی) الفاظ کے مفردات میں جائز ہے، نا کہ مرکبات میں (یعنی مرکبات میں روایت بالمعنی نہیں کر سکتا)۔

وَقِيْلَ جَائِزٌ لِّمَنِ اسْتَحْضَرَ أَلْفَاظَهٗ حَتّٰى يَتَمَكَّنَ مِنَ التَّصَرُّفِ فِيْهِ۔

(تیسرا قول) (روایت بالمعنی) اس (راوی) کیلئے جائز ہے جس کو (حدیث) کے الفاظ مستحضر ہوں یہاں تک کہ وہ اس میں تصرف کرنے پر قادر ہو۔

وَقِيْلَ جَائِزٌ لِّمَنْ يَّحْفَظُ مَعَانِيَ الْحَدِيْثِ وَنَسِيَ أَلْفَاظَهَا لِلضَّرُوْرَةِ فِيْ تَحْصِيْلِ الْأَحْكَامِ وَأَمَّا مَنِ اسْتَحْضَرَ الْأَلْفَاظَ فَلَا يَجُوْزُ لَهٗ لِعَدَمِ الضَّرُوْرَةِ۔

(چوتھا قول) (روایت بالمعنی) اس (راوی) کیلئے جائز ہے جس کو حدیث کے معانی یاد ہوں اور اس کے الفاظ بھول گیا ہو، احکام کو حاصل کرنے کی ضرورت کی وجہ سے، اور بہر حال وہ شخص جس کو (حدیث کے) الفاظ یاد ہوں! تو اس کیلئے (روایت بالمعنی) جائز نہیں ہے۔ ضرورت کے نہ پائے جانے کی وجہ سے۔

وَهٰذَا الْخِلَافُ فِي الْجَوَازِ وَعَدَمِهٖ۔ اور یہ اختلاف جواز اور عدم جواز میں ہے۔

(رہی یہ بات! کہ کونسی روایت کرنی چاہیئے تو؟)۔

رِوَايَةُ اللَّفْظِ أَوْلٰى: ۔أَمَّا أَوْلَوِيَّةُ رِوَايَةِ اللَّفْظِ مِنْ غَيْرِ تَصَرُّفٍ فِيْهَا فَمُتَّفَقٌ عَلَيْهِ لِقَوْلِهٖ ﷺ "نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَوَعَاهَا فَأَدَّاهَا كَمَا سَمِعَ" (الحديث) وَالنَّقْلُ بِالْمَعْنٰى وَاقِعٌ فِي الْكُتُبِ السِّتَّةِ وَغَيْرِهَا۔

روایۃ اللفظ اولی: ۔روایت باللفظ کا بغیر تصرف کے اولی ہونے پر (سب کا) اتفاق ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالی اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میرے قول کو سنا، اسے یاد کیا، پھر اس نے (روایت) کو جیسا سنا ویسا پہنچادیا۔ (الحدیث) نقل بالمعنی صحاح ستہ اور دیگر کتابوں میں موجود ہیں۔ (یہ نقل بالمعنی کے جواز کی طرف اشارہ ہے۔)

اَلْعَنْعَنَةُ:۔وَالْعَنْعَنَةُ رِوَايَةُ الْحَدِيْثِ بِلَفْظِ عَنْ فُلَانٍ عَنْ فُلَانٍ۔

عنعنہ:۔ حدیث کو "عن فلان" "عن فلان" کے لفظ کے ساتھ روایت کرنا۔ (عنعنہ کہلاتا ہے)۔

اَلْمُعَنْعَنُ:۔وَالْمُعَنْعَنُ حَدِيْثٌ رُوِیَ بِطَرِيْقِ الْعَنْعَنَةِ۔

معنعن:۔ معنعن ایسی حدیث ہے جسے عنعنہ کے طریقے سے روایت کیا جائے۔

شُرُوْطُ الْعَنْعَنَةِ:۔وَيُشْتَرَطُ فِي الْعَنْعَنَةِ الْمُعَاصَرَةُ عِنْدَ مُسْلِمٍ وَاللُّقِيُّ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ وَالْأَخْذُ عِنْدَ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ وَمُسْلِمٌ رَدَّ عَلَى الْفَرِيْقَيْنِ أَشَدَّ الرَّدِّ وَبَالَغَ فِيْهِ۔

عنعنہ کی شرائط:۔(حدیث)عنعنہ میں امام مسلم کے نزدیک معاصرت (راوی اور مروی عنہ کے درمیان ایک زمانہ ہونا) کی، اور (جبکہ) امام بخاری کے نزدیک (راوی اور مروی عنہ کے درمیان) ملاقات کی اور (ان دونوں کے علاوہ) دوسری قوم کے نزدیک "اخذ" (حدیث لینے) کی شرط لگائی گئی ہے اور امام مسلم نے دونوں فریقین (امام بخاری اور قوم) کا شدت سے رد کیا اور اس رد میں مبالغہ کیا۔

وَعَنْعَنَةُ الْمُدَلِّسِ غَيْرُ مَقْبُوْلَةٍ۔ اور "مدلّس" کی عنعنہ قبول نہیں ہے۔

اَلْمُسْنَدُ:۔وَكُلُّ حَدِيْثٍ مَرْفُوْعٍ سَنَدُهٗ مُتَّصِلٌ فَهُوَ مُسْنَدٌ هٰذَا هُوَ الْمَشْهُوْرُ الْمُعْتَمَدُ عَلَيْهِ۔

مسند:۔(اس کی تین تعریف ہیں، پہلی تعریف):۔ ہر وہ مرفوع حدیث جس کی سند متصل ہو تو وہ مسند ہے۔یہی مشہور و معتمد علیہ (تعریف) ہے۔

وَبَعْضُهُمْ يُسَمِّيْ كُلَّ مُتَّصِلٍ مُسْنَدًا وَإِنْ كَانَ مَوْقُوْفًا أَوْ مَقْطُوْعًا۔

اور (دوسری تعریف تو) بعض محدثین ہر متصل حدیث کو مسند کا نام دیتے ہیں، اگرچہ (وہ متصل حدیث) موقوف ہو یا مقطوع ہو۔

وَبَعْضُهُمْ يُسَمِّي الْمَرْفُوْعَ مُسْنَدًا وَإِنْ كَانَ مُرْسَلًا أَوْ مُعْضَلًا أَوْ مُنْقَطِعًا۔

اور (تیسری تعریف) بعض محدثین ہر مرفوع حدیث کو مسند کا نام دیتے ہیں اگرچہ (وہ مرفوع حدیث) مرسل ہو، معضل ہو یا منقطع ہو۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي الشَّاذِّ وَالْمُنْكَرِ وَالْمُعَلَّلِ وَالْاِعْتِبَارِ

تیسری فصل شاذ، منکر، معلل اور اعتبار کے بارے میں ہے۔

وَمِنْ أَقْسَامِ الْحَدِيْثِ الشَّاذُّ وَالْمُنْكَرُ وَالْمُعَلَّلُ۔ اور شاذ، منکر اور معلل حدیث کی اقسام میں سے ہے۔

اَلشَّاذُّ لُغَةً:۔وَالشَّاذُّ فِي اللُّغَةِ مَنْ تَفَرَّدَ مِنَ الْجَمَاعَةِ وَخَرَجَ مِنْهَا۔

شاذ کا لغوی معنی:۔شاذ لغت میں اس (شخص) کو کہتے ہیں جو جماعت سے جدا ہو یعنی جماعت سے نکل جائے۔

وَفِي الْاِصْطِلَاحِ مَا رُوِيَ مُخَالِفًا لِمَا رَوَاهُ الثِّقَاتُ.فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ رَاوِيْهِ ثِقَةً فَهُوَ مَرْدُوْدٌ۔

مردود:۔ اصطلاح میں اس (حدیث) کو کہتے ہیں جو اس حدیث کی مخالفت کرتے ہوئے روایت کی جائے جس کو ثقہ (راویوں) نے روایت کیا، تو اگر اس (مخالف حدیث کا) راوی ثقہ نہ ہو تو وہ **مردود** ہے۔

وَإِنْ كَانَ ثِقَةً فَسَبِيْلُهُ التَّرْجِيْحُ بِمَزِيْدِ حِفْظٍ وَّضَبْطٍ أَوْ كَثْرَةِ عَدَدٍ وَّوُجُوْهٍ أُخَرَ مِنَ التَّرْجِيْحَاتِ۔

اور اگر اس (مخالف حدیث کا) راوی (بھی) ثقہ ہو تو اس کا طریقہ ترجیح ہے، (یہ ترجیح) حفظ وضبط کی زیادتی کے ساتھ (ہو گی) یا (حدیث کی اسناد کی) تعداد کی کثرت کے ساتھ (ہو گی) اور دوسری وجوہ ترجیحات میں سے کسی ترجیح کے ساتھ ہو گی۔

اَلْمَحْفُوْظُ:۔فَالرَّاجِحُ یُسَمّٰی مَحْفُوْظًا وَالْمَرْجُوْحُ شَاذًّا۔

محفوظ/شاذ:۔(ثقہ راوی دوسرے ثقہ راوی کی مخالف کرے اور ترجیح کا راستہ اپنایا جائے تو راجح (ترجیح پانے والے) کو محفوظ کا نام دیا جاتا ہے، اور مرجوح (جس پر ترجیح دی) جائے تو اس کو شاذ کا نام دیا جاتا ہے۔

اَلْمُنْکَرُ:۔وَالْمُنْکَرُ حَدِیْثٌ رَّوَاہُ ضَعِیْفٌ مُخَالِفٌ لِّمَنْ ھُوَ أَضْعَفُ مِنْہُ۔

منکر:۔ایسی حدیث ہے جسے ایسے ضعیف نے روایت کیا ہو جو مخالفت کرنے والا ہو اس کی جس سے زیادہ یہ (مخالفت کرنے والا) ضعیف ہو۔

اَلْمَعْرُوْفُ:۔وَمُقَابِلُہُ الْمَعْرُوْفُ۔

معروف:۔اس (منکر) کا مقابلہ کرنے والی (حدیث) معروف ہے۔

حُکْمُ الْمَعْرُوْفِ وَالْمُنْکَرِ وَالشَّاذِّ وَالْمَحْفُوْظِ۔ معروف، منکر، شاذ اور محفوظ کا حکم۔

فَالْمَعْرُوْفُ وَالْمُنْکَرُ کِلَا رَاوِیْھِمَا ضَعِیْفٌ وَأَحَدُھُمَا أَضْعَفُ مِنَ الْاٰخَرِ۔

معروف اور منکر دونوں کے راوی ضعیف ہے اور (لیکن) ان میں سے ایک (کا راوی یعنی منکر کا) دوسرے (کے راوی یعنی معروف کے راوی) سے زیادہ ضعیف ہے۔

وَفِی الشَّاذِّ وَالْمَحْفُوْظِ قَوِیٌّ أَحَدُھُمَا أَقْوٰی مِنَ الْاٰخَرِ۔

اور شاذ اور محفوظ میں ایک کا راوی (یعنی محفوظ کا راوی) دوسرے کے راوی (یعنی شاذ کے راوی سے) زیادہ قوی ہے اور۔

وَالشَّاذُّ وَالْمُنْکَرُ مَرْجُوْحَانِ وَالْمَحْفُوْظُ وَالْمَعْرُوْفُ رَاجِحَانِ۔

اور (خلاصہ کلام یہ ہے کہ) شاذ اور منکر مرجوح (جس پر ترجیح دی گئی ہو) ہیں، اور محفوظ و معروف راجح (ترجیح پانے والی) ہیں۔

تَعْرِیْفٌ اٰخَرُ لِلشَّاذِّ:۔وَبَعْضُھُمْ لَمْ یَشْتَرِطْ فِی الشَّاذِّ وَالْمُنْکَرِ قَیْدَ الْمُخَالَفَۃِ لِرَاوٍ اٰخَرَ قَوِیًّا کَانَ أَوْ ضَعِیْفًا وَقَالُوْا اَلشَّاذُّ مَا رَوَاہُ الثِّقَۃُ وَتَفَرَّدَ بِہٖ وَلَا یُوْجَدُ لَہٗ أَصْلٌ مُّوَافِقٌ وَّمُعَاضِدٌ لَّہُ۔

شاذ کی دوسری تعریف:۔اور بعض محدثین نے شاذ و منکر میں دوسرے راوی کی مخالفت کی قید کی شرط نہیں لگائی، چاہے دوسرا راوی قوی ہو یا ضعیف، اور انہوں نے (شاذ کے بارے میں یہ) کہا (ہے کہ) شاذ وہ ہے جسے کسی ثقہ (راوی) نے روایت کیا اور اس روایت میں تنہا ہو اور اس کی کوئی ایسی اصل نہ پائی جائے جو اس کے موافق ہو اور اس کو تقویت دینے والی ہو۔

وَھٰذَا صَادِقٌ عَلٰی فَرْدِ ثِقَۃٍ صَحِیْحٍ۔

اور یہ (شاذ کی دوسری تعریف) ثقہ کی فردِ صحیح (صحیح غریب) پر صادق آتی ہے۔

تَعْرِیْفٌ ثَالِثٌ لِلشَّاذِّ:۔وَبَعْضُھُمْ لَمْ یَعْتَبِرُوا الثِّقَۃَ وَلَا الْمُخَالَفَۃَ۔

شاذ کی تیسری تعریف:۔اور (شاذ کی تیسری تعریف میں) بعض محدثین نے نہ تو ثقہ کا اعتبار کیا اور نہ ہی مخالفت کا اعتبار کیا۔

تَعْرِیْفٌ اٰخَرُ لِلْمُنْکَرِ:۔وَکَذٰلِكَ الْمُنکَرُ لَمْ یَخُصُّوْہُ بِالصُّوْرَۃِ الْمَذْکُوْرَۃِ وَسَمَّوْا حَدِیْثَ الْمَطْعُوْنِ بِفِسْقٍ أَوْ فَرْطِ غَفْلَۃٍ أَوْ کَثْرَۃِ غَلَطٍ مُنْکَرًا۔

منکر کی دوسری تعریف:۔اور اسی طرح (یعنی شاذ کی طرح) منکر کو انہوں نے مذکورہ صورت (ایسی حدیث ہے جسے ایسے ضعیف نے روایت کیا ہو جو مخالفت کرنے والا ہو اس کی جس سے زیادہ یہ (مخالفت کرنے والا) ضعیف ہو) کے ساتھ خاص نہیں کیا۔ اور وہ (محدثین) کثرت غلط یا فرط غفلت یا فسق کے ساتھ تہمت شدہ شخص کی حدیث کو منکر کا نام دیتے ہیں۔

وَهٰذِهِ اصْطِلَاحَاتٌ لَّا مُشَاحَةَ فِيْهَا۔

اور یہ اصطلاحات ہیں جس میں کسی جھگڑے کی گنجائش نہیں۔

اَلْمُعَلَّلُ:۔وَالْمُعَلَّلُ بِفَتْحِ اللَّامِ إِسْنَادٌ فِيْهِ عِلَلٌ وَّأَسْبَابٌ غَامِضَةٌ خُفْيَةٌ قَادِحَةٌ فِي الصِّحَّةِ يَتَنَبَّهُ لَهَا الْحُذَّاقُ الْمَهَرَةُ مِنْ أَهْلِ هٰذَا الشَّأْنِ كَإِرْسَالٍ فِي الْمَوْصُوْلِ وَوَقْفٍ فِي الْمَرْفُوْعِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ۔

معلل:۔ مُعَلَّلُ (لام کے فتح کے ساتھ) ایسی (حدیث ہے) جس کی اسناد میں کمزوری (کلام) ہو، ایسے چھپے ہوئے پیچیدہ اسباب ہوں جو حدیث کی صحت کو عیب لگانے والے ہوں، جس پر اس فن کے اہل لوگوں میں سے کامل ماہر ہی آگاہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ متصل حدیث کو مرسل بنانا، مرفوع کو موقوف بنانا اور اسی طرح (کی خامیاں)۔

وَقَدْ تَقْصُرُ عِبَارَةُ الْمُعَلِّلِ عَنْ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلٰى دَعْوَاهُ كَالصَّيْرَفِيِّ فِيْ نَقْدِ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ۔

اور معلِّل (لام کے کسرہ کے ساتھ) کی عبارت اپنے دعوی پر دلیل قائم کرنے میں کافی ہے۔ (یعنی دلیل کو ترک کر سکتا ہے) جیسا کہ سونار درہم و دینار کی جانچ پڑتال کرنے میں۔

اَلْمُتَابِعُ:۔وَإِذَا رَوٰى رَاوٍ حَدِيْثًا وَرَوٰى رَاوٍ اٰخَرُ حَدِيْثًا مُوَافِقًا لَّهٗ يُسَمّٰى هٰذَا الْحَدِيْثُ مُتَابِعًا بِصِيْغَةِ اسْمِ الْفَاعِلِ۔

متابع:۔ اور جب کوئی راوی کسی حدیث کو روایت کرے، اور دوسرا راوی اسی کی طرح حدیث روایت کرے تو اس (حدیث) کو متابع (اسم فاعل کے صیغہ) نام دیا جاتا ہے۔

وَهٰذَا مَعْنٰى مَا يَقُوْلُ الْمُحَدِّثُوْنَ "تَابَعَهٗ فُلَانٌ"۔ اور یہی معنی ہے اس کا جو محدثین کہتے ہیں "تَابَعَهٗ فُلَانٌ" (فلاں نے فلاں کی پیروی کی)۔

وَكَثِيْرًا مَّا يَقُوْلُ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ "وَلَهٗ مُتَابِعَاتٌ"۔

اور امام بخاری اپنی صحیح میں کئی جگہ فرماتے ہیں۔ "وَلَهٗ مُتَابِعَاتٌ" (یعنی اس کے کئی متابع ہیں)

فَائِدَةُ الْمُتَابَعَةِ:۔وَالْمُتَابَعَةُ تُوْجِبُ التَّقْوِيَةَ وَالتَّأْيِيْدَ وَلَا يَلْزَمُ أَنْ يَّكُوْنَ الْمُتَابِعُ مُسَاوِيًا فِي الْمَرْتَبَةِ لِلْأَصْلِ۔

متابعت کا فائدہ:۔ متابعت تقویت اور تائید کو لازم کرتی ہے، اور (اس سے) یہ لازم نہیں آتا کہ متابع مرتبے میں اصل کے برابر ہو۔

وَإِنْ كَانَ دُوْنَهٗ يَصْلُحُ لِلْمُتَابَعَةِ۔ اور اگر متابِع، متابَع سے کمتر ہو تو بھی متابعت کی صلاحیت رکھتی ہے۔ (یعنی تقویت کا فائدہ حاصل ہو گا۔

دَرَجَاتُ الْمُتَابَعَةِ:۔وَالْمُتَابَعَةُ قَدْ يَكُوْنُ فِيْ نَفْسِ الرَّاوِيْ وَقَدْ يَكُوْنُ فِيْ شَيْخٍ فَوْقَهٗ وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ وَأَكْمَلُ مِنَ الثَّانِيْ لِأَنَّ الْوَهْنَ فِيْ أَوَّلِ الْإِسْنَادِ أَكْثَرُ وَأَغْلَبُ۔

متابعت کے درجات:۔ متابعت بعض اوقات نفس راوی میں ہوتی ہے، اور کبھی کبھار اپنے سے اوپر والے شیخ میں ہوتی ہے۔ اور پہلی دوسری سے زیادہ مکمل اور اکمل ہے، کیونکہ کمزوری اسناد کے شروع میں زیادہ و غالب ہوتی ہے۔

مَتٰى يُسْتَعْمَلُ "مِثْلُهٗ":۔وَالْمُتَابِعُ إِنْ وَافَقَ الْأَصْلَ فِي اللَّفْظِ وَالْمَعْنٰى يُقَالُ مِثْلُهٗ۔

مِثْلُهٗ کب استعمال کیاجائے گا:۔ متابع اگر لفظ اور معنی میں اصل کے موافق ہوں تو (مِثْلُهٗ) کہاجائے گا۔

اِسْتِعْمَالُ "نَحْوُهٗ" :۔ وَإِنْ وَافَقَ فِي الْمَعْنٰى دُوْنَ اللَّفْظِ يُقَالُ نَحْوُهٗ۔

نَحْوُهٗ کا استعمال:۔ اور اگر وہ (متابع) معنی میں اصل کے موافق ہو تو (نَحْوُهٗ) کہاجائے گا۔

شَرْطُ الْمُتَابَعَةِ:۔ وَيُشْتَرَطُ فِي الْمُتَابَعَةِ أَنْ يَّكُوْنَ الْحَدِيْثَانِ مِنْ صَحَابِيٍّ وَّاحِدٍ۔

متابعت کی شرط:۔ اور متابعت میں دونوں حدیثیں ایک صحابی سے ہونے کی شرط لگائی گئی ہے۔

اَلشَّاهِدُ:۔ وَإِنْ كَانَا مِنْ صَحَابِيَيْنِ يُقَالُ لَهٗ شَاهِدٌ كَمَا يُقَالُ لَهٗ "شَاهِدٌ مِّنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ" وَيُقَالُ لَهٗ "شَوَاهِدُ" وَ"يَشْهَدُ بِهٖ حَدِيْثُ فُلَانٍ"۔

شاہد:۔ اور اگر وہ دونوں (حدیثیں) دو صحابیوں سے ہو تو اسے شاہد کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس (شاہد) کے لیے کہا جاتا ہے "شَاهِدٌ مِّنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ" (یہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث کا شاہد ہے)، اور (یہ بھی) اس (شاہد) کے لئے "شَوَاهِدُ" (اس کے بہت شاہد ہیں) اور "يَشْهَدُ بِهٖ حَدِيْثُ فُلَانٍ" (فلاں کی حدیث اس کی شاہد ہے) کہاجا تا ہے۔

تَعْرِيْفٌ اٰخَرُ لِلْمُتَابِعِ وَالشَّاهِدِ:۔ وَبَعْضُهُمْ يَخُصُّوْنَ الْمُتَابَعَةَ بِالْمُوَافَقَةِ فِي اللَّفْظِ وَالشَّاهِدَ فِي الْمَعْنٰى سَوَاءٌ كَانَ مِنْ صَحَابِيٍّ وَّاحِدٍ أَوْ مِنْ صَحَابِيَيْنِ۔

متابع اور شاہد کی دوسری تعریف:۔ بعض محدثین متابعۃ کو لفظ میں موافقت کے ساتھ خاص کرتے ہیں، اور شاہد کو معنی میں موافقت کے ساتھ، اگرچہ ایک صحابی سے ہو، یا دو صحابیوں سے۔

تَعْرِيْفٌ ثَالِثٌ لَّهُمَا:۔ وَقَدْ يُطْلَقُ الشَّاهِدُ وَالْمُتَابِعُ بِمَعْنًى وَاحِدٍ وَالْأَمْرُ فِيْ ذٰلِكَ بَيِّنٌ۔

ان دونوں (متابع اور شاہد) کی تیسری تعریف:۔ بعض اوقات شاہد اور متابع کا اطلاق ایک ہی معنی میں ہوتا ہے، اور معاملہ اس میں ظاہر ہے۔ (یعنی یہ اصطلاحات ہیں جس میں کوئی جھگڑا نہیں۔)

اَلْاِعْتِبَارُ:۔ وَتَتَبُّعُ طُرُقِ الْحَدِيْثِ وَأَسَانِيْدِهَا بِقَصْدِ مَعْرِفَةِ الْمُتَابِعِ وَالشَّاهِدِ يُسَمَّى الْاِعْتِبَارُ۔

اعتبار:۔ متابع اور شاہد کی معرفت کے ارادے سے حدیث کے طرق واسناد (یعنی اس کے راوی) کی چھان بین کرنے کو اعتبار کہا جاتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِي الصَّحِيْحِ وَالْحَسَنِ وَالضَّعِيْفِ۔

چوتھی فصل صحیح، حسن اور ضعیف کے بارے میں ہے۔

وَأَصْلُ أَقْسَامِ الْحَدِيْثِ ثَلَاثَةٌ:۔ فَالصَّحِيْحُ أَعْلٰى مَرْتَبَةٍ وَالضَّعِيْفُ أَدْنٰى مَرْتَبَةٍ وَالْحَسَنُ مُتَوَسِّطٌ وَسَائِرُ الْأَقْسَامِ الَّتِيْ ذُكِرَتْ دَاخِلَةٌ فِيْ هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ۔

حدیث کی اقسام کی اصل تین ہیں۔ (صحیح، ضعیف اور حسن) تو صحیح اعلٰی مرتبہ ہے، ضعیف ادنٰی مرتبہ ہے اور حسن درمیانہ (مرتبہ) ہے، اور تمام اقسام جو ذکر کی گئی (فصل اول، دوم اور سوم میں) وہ ان (ہی تین (اقسام صحیح، ضعیف اور حسن) میں داخل ہیں۔

اَلصَّحِيْحُ:۔ فَالصَّحِيْحُ مَا يَثْبُتُ بِنَقْلِ عَدْلٍ تَامِّ الضَّبْطِ غَيْرِ مُعَلَّلٍ وَّلَا شَاذٍّ۔

صحیح:۔ صحیح وہ ہے جو نقل عدل، تام الضبط، غیر معلل اور غیر شاذ کے ساتھ ثابت ہو۔

اَلصَّحِيْحُ لِذَاتِهٖ:۔ فَإِنْ كَانَ هٰذِهِ الصِّفَاتُ عَلٰى وَجْهِ الْكَمَالِ وَالتَّمَامِ فَهُوَ صَحِيْحٌ لِّذَاتِهٖ۔

صحیح لذاتہ:۔ اگر یہ صفات (نقل عدل، تام الضبط، غیر معلل اور غیر شاذ) کمال و تمام کے طور پر ہوں تو وہ (حدیث) صحیح لذاتہ ہے۔

اَلصَّحِيْحُ لِغَيْرِهٖ:۔ وَإِنْ كَانَ فِيْهِ نَوْعُ قُصُوْرٍ وَوُجِدَ مَا يَجْبُرُ ذٰلِكَ الْقُصُوْرَ مِنْ كَثْرَةِ الطُّرُقِ فَهُوَ الصَّحِيْحُ لِغَيْرِهٖ۔

صحیح لغیرہ:۔ اور اگر اس میں کمی کی کوئی نوع ہو اور اس میں وہ چیز پائی جائے جو اس کمی کو پورا کردے یعنی کثرت طرق (اس کمی کو پورا کردے) تو وہ صحیح لغیرہ ہے۔

اَلْحَسَنُ لِذَاتِهٖ:۔ وَإِنْ كَانَ لَمْ يُوْجَدْ فَهُوَ الْحَسَنُ لِذَاتِهٖ۔

حسن لذاتہ:۔ اور اگر وہ (کمی کو پورا کرنے والی چیز کثرت طرق) نہ پائی جائے تو وہ حسن لذاتہ ہے۔

اَلضَّعِيْفُ:۔ وَمَا فُقِدَ فِيْهِ الشَّرَائِطُ الْمُعْتَبَرَةُ فِي الصَّحِيْحِ كُلًّا أَوْ بَعْضًا فَهُوَ الضَّعِيْفُ۔

ضعیف:۔ وہ (حدیث) ہے جس میں ایسی شرائط تمام یا بعض فوت ہو جائے جن کا صحیح میں لحاظ کیا گیا ہے تو وہ (حدیث) ضعیف ہے۔

اَلْحَسَنُ لِغَيْرِهٖ:۔ وَالضَّعِيْفُ إِنْ تَعَدَّدَ طُرُقُهٗ وَانْجَبَرَ ضُعْفُهٗ يُسَمّٰى حَسَنًا لِّغَيْرِهٖ۔

حسن لغیرہ:۔ اور ضعیف اگر اس کی سندیں متعدد ہو اور اس کا ضعف درست ہو جائے تو اسے حسن لغیرہ کہا جاتا ہے۔

اَلنُّقْصَانُ الْمُعْتَبَرُ فِي الْحَسَنِ:۔ وَظَاهِرُ كَلَامِهِمْ أَنَّهٗ يَجُوْزُ أَنْ تَكُوْنَ جَمِيْعُ الصِّفَاتِ الْمَذْكُوْرَةِ فِي الصَّحِيْحِ نَاقِصَةً فِي الْحَسَنِ۔

حسن میں معتبر نقصان:۔ ان (محدثین) کے کلام سے ظاہر ہے کہ جائز ہے کہ تمام وہ صفات جو صحیح حدیث میں ذکر کی گئی ہیں، حسن میں کم ہو۔

لٰكِنَّ التَّحْقِيْقَ أَنَّ النُّقْصَانَ الَّذِي اعْتُبِرَ فِي الْحَسَنِ إِنَّمَا هُوَ بِخِفَّةِ الضَّبْطِ وَبَاقِي الصِّفَاتِ بِحَالِهَا۔

لیکن تحقیق یہ ہے کہ حسن میں جس نقصان کا اعتبار کیا گیا ہے محض وہ ضبط کی کمی ہے (جبکہ) بقیہ صفات اپنی حالت پر ہی ہوں۔ (یعنی ظاہر کلام کا تقاضہ یہ ہے کہ صحیح میں موجود صفات میں سے کوئی بھی صفت کم ہو اور اس کو کثرت طرق سے پورا کر لیا جائے تو وہ حسن بن جائے گی، لیکن تحقیق یہ ہے کہ اگر صحیح میں موجود صفات میں سے ضبط کی کمی ہے اور اس کو درست کر لیا گیا ہے تو وہ تو حسن ہے، لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی اور صفت کم تھی اور اس کو کثرت طرق سے پورا کر لیا جائے تو وہ حسن نہیں، بلکہ ضعیف ہی ہے۔) واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِي الْعَدَالَةِ وَوُجُوْهِ الطَّعْنِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِهَا

پانچویں فصل عدالت اور ان عیب کی وجوہات کے بارے میں ہے جو اس (عدالت) سے تعلق رکھتی ہیں۔

اَلْعَدَالَةُ:۔ وَالْعَدَالَةُ مَلَكَةٌ فِي الشَّخْصِ تَحْمِلُهٗ عَلٰى مُلَازَمَةِ التَّقْوٰى وَالْمُرُوْءَةِ۔

عدالت:۔ عدالت کسی شخص میں ایسا ملکہ (خوبی) ہے جو اس (شخص) کو تقوی اور مروءۃ کو لازم کرنے پر ابھارتا ہے۔

اَلتَّقْوٰى:۔ وَالتَّقْوٰى اِجْتِنَابُ الْأَعْمَالِ السَّيِّئَةِ مِنَ الشِّرْكِ وَالْفِسْقِ وَالْبِدْعَةِ۔

تقوی:۔ تقوی سے مراد برے اعمال (گناہ کبیرہ) یعنی شرک، فسق، اور بدعت سے بچنا ہے۔

وَفِي الْاِجْتِنَابِ عَنِ الصَّغِيْرَةِ خِلَافٌ وَالْمُخْتَارُ عَدَمُ اشْتِرَاطِهٖ لِخُرُوْجِهٖ عَنِ الطَّاقَةِ إِلَّا الْإِصْرَارُ عَلَيْهَا لِكَوْنِهٖ كَبِيْرَةً۔

اور صغیرہ گناہوں سے بچنے میں اختلاف ہے۔(کہ یہ تقوی کے منافی ہے یا نہیں؟)اور مختار (قول)اس(تقوی کے لئے)گناہ صغیرہ سے بچنے کی شرط کا نہ ہونا ہے۔اس(گناہ صغیرہ)کے طاقت(بشری)سے باہر ہونے کی وجہ سے۔(ہاں) مگر اس(گناہ صغیرہ)پر اصرار ہونا(تقوی کے منافی ہے)اصرار کے کبیرہ ہونے کی وجہ سے۔(یعنی گناہ صغیرہ پر اصرار،گناہ صغیرہ کو گناہ کبیرہ کر دیتا ہے اس وجہ سے یہ تقوی کے منافی ہو گا)

اَلْمُرُوْءَةُ:۔وَالْمُرَادُ بِالْمُرُوْءَةِ التَّنَزُّهُ عَنْ بَعْضِ الْخَسَائِسِ وَالنَّقَائِصِ الَّتِيْ خِلَافُ مُقْتَضَى الْهِمَّةِ وَالْمُرُوْءَةُ مِثْلُ بَعْضِ الْمُبَاحَاتِ الدَّنِيْئَةِ كَالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ فِي السُّوْقِ وَالْبَوْلِ فِي الطَّرِيْقِ وَأَمْثَالِ ذٰلِكَ۔

مروءۃ:۔مروءۃ سے مراد بعض گھٹیا و عیبوں سے بچنا جو کہ معاشرے کے تقاضے کے خلاف ہوں۔ اور مروءۃ جیسا کہ بعض گھٹیا مباح چیزیں جیسا کہ بازار میں کھانا،پینا اور راستے میں پیشاب کرنا))اور اسی طرح کی مثالیں۔

عَدْلُ الرِّوَايَةِ أَعَمُّ مِنْ عَدْلِ الشَّهَادَةِ:۔وَيَنْبَغِيْ أَنْ يُّعْلَمَ أَنَّ عَدْلَ الرِّوَايَةِ أَعَمُّ مِنْ عَدْلِ الشَّهَادَةِ فَإِنَّ عَدْلَ الشَّهَادَةِ مَخْصُوْصٌ بِالْحُرِّ وَعَدْلَ الرِّوَايَةِ يَشْمَلُ الْحُرَّ وَالْعَبْدَ۔

روایت کا عدل ،شہادت کے عدل سے عام ہے:۔اور یہ جاننا مناسب ہے کہ روایت کا عدل شہادت کے عدل سے عام ہے،کیونکہ شہادت کا عدل آزاد کے ساتھ مخصوص ہے اور(جبکہ) روایت کا عدل آزاد اور غلام(دونوں)کو شامل ہے۔

اَلضَّبْطُ:۔وَالْمُرَادُ بِالضَّبْطِ حِفْظُ الْمَسْمُوْعِ وَتَثْبِيْتُهٗ مِنَ الْفَوَاتِ وَالْإِخْتِلَالِ بِحَيْثُ يَتَمَكَّنُ مِنِ اسْتِحْضَارِهٖ۔

ضبط:۔ضبط سے مراد سنے ہوئے کو یاد کرنا اور اس(یاد کیئے ہوئے)کو فوت اور خلط،ملط سے بچانا اس طور پر کہ اس کو مستحضر کرنے پر قادر ہو۔

وَهُوَ (أَيِ الضَّبْطُ) قِسْمَانِ:۔ضَبْطُ الصَّدْرِ وَضَبْطُ الْكِتَابِ۔

ضبط کی اقسام:۔اور ضبط کی دو قسمیں ہیں،ضبط صدر اور ضبط کتاب۔

فَضَبْطُ الصَّدْرِ بِحِفْظِ الْقَلْبِ وَوَعْيِهٖ۔

ضبطِ صدر:۔دل میں اس(سنے ہوئے)کو یاد کر کے محفوظ کرنا۔

وَضَبْطُ الْكِتَابِ بِصِيَانَتِهٖ عِنْدَهٗ إِلٰى وَقْتِ الْأَدَاءِ۔

ضبطِ کتاب:۔اس(سنے ہوئے)کو اپنے پاس ادا کرنے کے وقت تک محفوظ رکھنا۔

وُجُوْهُ الطَّعْنِ الْمُتَعَلِّقَةُ بِالْعَدَالَةِ

عیب کی وہ وجوہات جو عدالت سے تعلق رکھتی ہیں۔

أَمَّا الْعَدَالَةُ فَوُجُوْهُ الطَّعْنِ الْمُتَعَلِّقَةُ بِهَا خَمْسٌ۔

عدالت سے تعلق رکھنے والی وجوہ طعن پانچ ہیں۔

(1) اَلْأَوَّلُ بِالْكَذِبِ(2)وَالثَّانِيْ بِاتِّهَامِهٖ بِالْكَذِبِ(3)وَالثَّالِثُ بِالْفِسْقِ(4)وَالرَّابِعُ بِالْجَهَالَةِ(5)وَالْخَامِسُ بِالْبِدْعِ۔

(1)کذب(2)اتهام بالکذب(3)فسق(4)جہالت(5)بدعت۔

اَلْکَذِبُ:۔وَالْمُرَادُ بِکَذِبِ الرَّاوِیْ أَنَّہٗ ثَبَتَ کَذِبُہٗ فِی الْحَدِیْثِ النَّبَوِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِمَّا بِإِقْرَارِ الْوَاضِعِ أَوْ بِغَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْقَرَائِنِ۔

کذب:۔کذبِ راوی سے مراد یہ ہے کہ اس کا جھوٹ نبی کریم ﷺ کی حدیث میں ثابت ہو جائے یاتو(اس جھوٹ کا ثابت ہونا)واضع (گھڑنے والے راوی)کے اقرار سے ہو گا یااس کے علاوہ دوسرے قرینوں سے ہو گا۔

اَلْمَوْضُوْعُ:۔وَحَدِیْثُ الْمَطْعُوْنِ بِالْکَذِبِ یُسَمّٰی مَوْضُوْعًا۔

موضوع:۔مطعون بالکذب(جھوٹ کے ساتھ عیب لگائے ہوئے شخص)کی حدیث کو موضوع کہا جاتا ہے۔

حُکْمُ مُتَعَمِّدِ الْکَذِبِ:۔وَمَنْ ثَبَتَ عَنْہُ تَعَمُّدُ الْکَذِبِ فِی الْحَدِیْثِ وَإِنْ کَانَ فِی الْعُمْرِ مَرَّۃً وَإِنْ تَابَ مِنْ ذٰلِکَ لَمْ یُقْبَلْ حَدِیْثُہٗ أَبَدًا بِخِلَافِ شَاھِدِ الزُّوْرِ إِذَا تَابَ۔

جان بوجھ کر جھوٹ لگانے والے کا حکم:جس سے حدیث میں جان بوجھ کر جھوٹ ثابت ہو جائے،اگرچہ یہ(جھوٹ)زندگی میں ایک مرتبہ ہو،اگرچہ وہ اس سے توبہ(بھی)کرلے تو اس کی حدیث کبھی بھی قبول نہیں کی جائے گی۔بر خلاف جھوٹی گواہی دینے والے کے،جب کہ وہ توبہ کرلے۔

اَلْمُرَادُ بِالْمَوْضُوْعِ:۔فَالْمُرَادُ بِالْحَدِیْثِ الْمَوْضُوْعِ فِی اصْطِلَاحِ الْمُحَدِّثِیْنَ ھٰذَا لَا أَنَّہٗ ثَبَتَ کَذِبُہٗ وَعُلِمَ ذٰلِکَ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ بِخُصُوْصِہٖ۔

موضوع سے مراد:۔محدثین کی اصطلاح میں حدیثِ موضوع سے مراد یہی ہے،نہ یہ(مراد ہے)کہ اس(راوی)کا جھوٹ ثابت ہو جائے۔اور اس(جھوٹ کو)بالخصوص اسی حدیث میں جانا گیا ہو۔(یعنی جو موضوع کے متعلق کہا گیا وہ ہی درست ہے۔ایسا نہیں کہ جس حدیث میں اس کا جھوٹ ثابت ہو وہ حدیث موضوع ہے)

مَسْأَلَۃُ الْحُکْمِ بِالْوَضْعِ ظَنِّیَّۃٌ:۔وَالْمَسْأَلَۃُ ظَنِّیَّۃٌ وَالْحُکْمُ بِالْوَضْعِ وَالْاِفْتِرَاءِ بِحُکْمِ الظَّنِّ الْغَالِبِ وَلَیْسَ إِلَی الْقَطْعِ وَالْیَقِیْنِ بِذٰلِکَ سَبِیْلٌ فَإِنَّ الْکَذُوْبَ قَدْ یَصْدُقُ۔

حکم بالوضع کا مسئلہ ظنی ہے:۔اور مسئلہ(مذکورہ)ظنی ہے اور گھڑنے کا حکم ظن غالب کے فیصلے سے ہے،اور اس(اقرار میں)قطع ویقین کی طرف کوئی راستہ نہیں ہے،کیونکہ جھوٹا کبھی کبھی سچ بولتا ہے۔

وَبِھٰذَا یَنْدَفِعُ مَا قِیْلَ فِیْ مَعْرِفَۃِ الْوَضْعِ بِإِقْرَارِ الْوَاضِعِ أَنَّہٗ یَجُوْزُ أَنْ یَّکُوْنَ کَاذِبًا فِیْ ھٰذَا الْإِقْرَارِ فَإِنَّہٗ یُعْرَفُ صِدْقُہٗ بِغَالِبِ الظَّنِّ وَلَوْلَا ذٰلِکَ لَمَا سَاغَ قَتْلُ الْمُقِرِّ بِالْقَتْلِ وَلَا رَجْمُ الْمُعْتَرِفِ بِالزِّنَا فَافْھَمْ۔

اور اسی(گفتگو)سے وہ(اعتراض بھی)زائل ہو جاتا ہے،جو واضع کے اقرار کے ساتھ وضع کی معرفت کے بارے میں کہا گیا کہ جائز(ہو سکتا)ہے کہ وہ اس اقرار میں جھوٹا ہو،کیونکہ اس کے صدق کو ظن غالب کے ساتھ پہچانا گیا ہے۔اور اگر ایسا نہ ہو(یعنی اس اعتراض کو درست مان لیا جائے اور ظن غالب کا اعتبار نہ کیا جائے)تو قتل کا اقرار کرنے والے کو قتل کرنا اور زنا کا اعتراف کرنے والے کو رجم کرنا(ہی)جائز نہ ہو۔

اِتِّھَامُ الرَّاوِیْ بِالْکَذِبِ:۔وَأَمَّا اتِّھَامُ الرَّاوِیْ بِالْکَذِبِ فَبِأَنْ یَّکُوْنَ مَشْھُوْرًا بِالْکَذِبِ وَمَعْرُوْفًا بِہٖ فِیْ کَلَامِ النَّاسِ وَلَمْ یَثْبُتْ کَذِبُہٗ فِی الْحَدِیْثِ النَّبَوِیِّ۔

اتہام راوی بالکذب:۔ بہر حال اتّہام راوی بالکذب سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگوں کے کلام میں جھوٹا مشہور و معروف ہو اور اس کا جھوٹ حدیثِ نبوی ﷺ میں ثابت نہ ہو۔

اَلْمَتْرُوْكُ:۔وَفِيْ حُكْمِهٖ رِوَايَةُ مَا يُخَالِفُ قَوَاعِدَ مَعْلُوْمَةً ضَرُوْرِيَّةً فِي الشَّرْعِ كَذَا قِيْلَ وَ يُسَمّٰى هٰذَا الْقِسْمُ مَتْرُوْكًا كَمَا يُقَالُ "حَدِيْثُهٗ مَتْرُوْكٌ "وَ"فُلَانٌ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ۔

متروک:۔اور اس کے (متروک) کے حکم میں ایسی روایت بھی ہے جو ان قواعد کے مخالف ہو جو شریعت میں بدیہی طور پر جانے گئے ہوں۔(یہ بات) اسی طرح کہی گئی ہے۔اس قسم (جو اتّہام راوی بالکذب کے تحت بیان کیا گیا ہے) کو متروک کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے "حَدِيْثُهٗ مَتْرُوْكٌ "(اس کی حدیث متروک ہے) اور "فُلَانٌ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ (فلاں متروک الحدیث ہے)۔

حُكْمُ الْمُتَّهِمِ بِالْكَذِبِ:۔وَهٰذَا الرَّجُلُ إِنْ تَابَ وَصَحَّتْ تَوْبَتُهٗ وَظَهَرَتْ أَمَارَاتُ الصِّدْقِ مِنْهُ جَازَ سَمَاعُ الْحَدِيْثِ مِنْهُ۔

متّھم بالکذب کا حکم:۔اور یہ شخص (متھم بالکذب) اگر توبہ کرلے اور اسکی توبہ صحیح ہو جائے اور اس کی طرف سے سچائی کی نشانیاں (بھی) ظاہر ہو جائیں تو ایسے شخص سے حدیث سننا جائز ہے۔(یاد رہے کہ متھم بالکذب حدیث کو متروک کہا جاتا ہے)

حُكْمُ مَنْ يَّكْذِبُ نَادِرًا:۔وَالَّذِيْ يَقَعُ مِنْهُ الْكَذِبُ أَحْيَانًا نَادِرًا فِيْ كَلَامِهٖ غَيْرَ الْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ فَذٰلِكَ غَيْرُ مُؤَثِّرٍ فِيْ تَسْمِيَةِ حَدِيْثِهٖ بِالْمَوْضُوْعِ أَوِ الْمَتْرُوْكِ وَإِنْ كَانَتْ مَعْصِيَةً۔

کبھی کبھار جھوٹ بولنے والے کا حکم:۔اور وہ شخص جس سے کبھی کبھار اپنے ہی کلام میں، نا کہ حدیث نبوی ﷺ میں جھوٹ واقع ہو تو اس (کی حدیث کو) موضوع یا متروک کا نام دینے میں مؤثر نہیں ہے، اگرچہ یہ بھی گناہ ہے۔

اَلْفِسْقُ:۔وَأَمَّا الْفِسْقُ فَالْمُرَادُ بِهِ الْفِسْقُ فِي الْعَمَلِ دُوْنَ الْاِعْتِقَادِ،فَإِنَّ ذٰلِكَ دَاخِلٌ فِي الْبِدْعَةِ۔ وَأَكْثَرُ مَا يُسْتَعْمَلُ الْبِدْعَةُ فِي الْاِعْتِقَادِ۔

فسق:۔فسق سے مراد فسق فی العمل ہے، فسق فی الاعتقاد نہیں کیونکہ یہ (فسق فی الاعتقاد) بدعت میں داخل ہے اور اکثر جو بدعت کا استعمال کیا جاتا ہے اعتقاد میں (ہوتا) ہے۔

وَالْكَذِبُ وَإِنْ كَانَ دَاخِلًا فِي الْفِسْقِ لٰكِنَّهُمْ عَدُّوْهُ أَصْلًا عَلٰى حِدَةٍ لِكَوْنِ الطَّعْنِ بِهٖ أَشَدَّ وَأَغْلَظَ۔

اور کذب اگرچہ یہ فسق میں داخل ہے لیکن انہوں (محدثین) نے اس کو علیحدہ سے اصل (ایک عیب) شمار کیا اس (جھوٹ) کے ذریعے سے طعن کے اشد و اغلظ ہونے کی وجہ سے۔

جَهَالَةُ الرَّاوِيْ:۔وَأَمَّا جَهَالَةُ الرَّاوِيْ فَإِنَّهٗ أَيْضًا سَبَبٌ لِّلطَّعْنِ فِي الْحَدِيْثِ لِأَنَّهٗ لَمَّا لَمْ يُعْرَفِ اسْمُهٗ وَذَاتُهٗ لَمْ يُعْرَفْ حَالُهٗ وَأَنَّهٗ ثِقَةٌ أَوْ غَيْرُ ثِقَةٍ كَمَا يَقُوْلُ" حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ" وَ"أَخْبَرَنِيْ شَيْخٌ۔

جہالت راوی:۔ بہر حال جہالتِ راوی تو یہ بھی حدیث میں عیب کا سبب ہے کیونکہ جب وہ اس (مروی عنہ) کے نام و ذات کو نہیں پہچانے گا تو وہ اس کے حالات (زندگی) کو نہیں جان سکے گا اور (یہ بھی نہیں پہچان پائے گا) کہ وہ ثقہ ہے یا غیر ثقہ؟ جیسا کہ وہ (جاہل راوی) کہے " حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ (مجھے ایک مرد نے حدیث بیان کی)" اور "أَخْبَرَنِيْ شَيْخٌ" (مجھے شیخ نے حدیث بیان کی)۔

اَلْمُبْهَمُ:۔وَيُسَمّٰى هٰذَا مُبْهَمًا۔

مبہم:۔ اور اسے (جاہل راوی کی حدیث کو) مبہم کہا جاتا ہے۔

حُكْمُ الْمُبْهِمِ:۔وَحَدِيْثُ الْمُبْهِمِ غَيْرُ مَقْبُوْلٍ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ صَحَابِيًّا لِأَنَّهُمْ عُدُوْلٌ۔

حکم المبہم:۔ مبہم (اسم فاعل) کی حدیث مقبول نہیں ہے مگر (تب قبول ہو گی) کہ وہ (مجہول) صحابی ہو کیونکہ وہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین) عادل ہیں۔

وَإِنْ جَاءَ الْمُبْهَمُ بِلَفْظِ التَّعْدِيْلِ كَمَا يَقُوْلُ" أَخْبَرَنِيْ عَدْلٌ" أَوْ "حَدَّثَنِيْ ثِقَةٌ" فَفِيْهِ اخْتِلَافٌ.وَالْأَصَحُّ أَنَّهٗ لَا يُقْبَلُ لِأَنَّهٗ يَجُوْزُ أَنْ يَّكُوْنَ عَدْلًا فِيْ اعْتِقَادِهٖ لَا فِيْ نَفْسِ الْأَمْرِ ۔

اور اگر مبہَم تعدیل (جو لفظ عدالت پر دلالت کریں، جیسا کہ عدل اور ثقہ) کے لفظ کے ساتھ آئے جیسا کہ وہ (مبہِم) کہے "أَخْبَرَنِيْ عَدْلٌ" یا "حَدَّثَنِيْ ثِقَةٌ" تو اس (مبہَم حدیث) میں اختلاف ہے۔ اور اصح (قول یہی ہے) کہ قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ جائز ہے (ہو سکتا ہے) کہ وہ ان (محدثین) کے اعتقاد میں عادل ہو، نہ کہ نفس الامر میں۔

وَإِنْ قَالَ ذٰلِكَ إِمَامٌ حَاذِقٌ قُبِلَ۔ اور اگر یہ ("أَخْبَرَنِيْ عَدْلٌ" یا "حَدَّثَنِيْ ثِقَةٌ") ماہر امام کہے تو وہ قبول کر لی جائے گی۔

اَلْبِدْعَةُ:۔وَأَمَّا الْبِدْعَةُ فَالْمُرَادُ بِهِ اعْتِقَادُ أَمْرٍ مُحْدَثٍ عَلٰى خِلَافِ مَا عُرِفَ فِي الدِّيْنِ وَمَا جَاءَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابِهٖ بِنَوْعِ شُبْهَةٍ وَّتَأْوِيْلٍ لَا بِطَرِيْقِ جُحُوْدٍ وَّإِنْكَارٍ فَإِنَّ ذٰلِكَ كُفْرٌ۔

بدعت:۔ بہر حال! بدعت تو اس سے مراد ایسے نئے کام کا اعتقاد رکھنا ہے جو دین کے مشہور (قواعد) اور نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے آئے ہوئے کے خلاف ہو (اور یہ خلاف) شبہ و تاویل کی نوع کے ساتھ ہو، جحود و انکار کے طور سے نہ ہو، کیونکہ یہ (جحود و انکار کے طور پر خلاف کا اعتقاد) کفر ہے۔

حُكْمُ حَدِيْثِ الْمُبْتَدِعِ:۔وَحَدِيْثُ الْمُبْتَدِعِ مَرْدُوْدٌ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ۔

بدعتی کی حدیث کا حکم:۔ جمہور کے نزدیک بدعتی کی حدیث مردود ہے۔

،وَعِنْدَ الْبَعْضِ إِنْ كَانَ مُتَّصِفًا بِصِدْقِ اللَّهْجَةِ وَصِيَانَةِ اللِّسَانِ قُبِلَ۔

اور بعض محدثین کے نزدیک اگر وہ (بدعتی) لہجہ کی سچائی اور زبان کی حفاظت سے متّصف ہو تو قبول کر لی جائے گی۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنْ كَانَ مُنْكِرًا لِأَمْرٍ مُتَوَاتِرٍ فِي الشَّرْعِ وَ قَدْ عُلِمَ بِالضَّرُوْرَةِ كَوْنُهٗ مِنَ الدِّيْنِ فَهُوَ مَرْدُوْدٌ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ يُقْبَلُ وَإِنْ كَفَّرَهُ الْمُخَالِفُوْنَ مَعَ وُجُوْدِ ضَبْطٍ وَّوَرَعٍ وَّتَقْوٰى وَاحْتِيَاطٍ وَّصِيَانَةٍ۔

اور بعض نے کہا کہ اگر وہ شریعت میں کسی امر متواتر کا منکر ہو اور اس (امر متواتر) کا دین سے ہونا بدیہی طور پر جانا گیا ہو تو وہ مردود ہے اور اگر وہ اس صفت (مذکورہ) سے متصف نہ ہو تو قبول کر لی جائے گی، اگرچہ مخالفین اس کی تکفیر کریں۔ (یہ قبول کرنا اس وقت ہے جب کہ وہ بدعتی) ضبط و تقوی و احتیاط و حفاظت کے ساتھ (موجود ہو) ۔

وَالْمُخْتَارُ إِنَّهٗ إِنْ كَانَ دَاعِيًا إِلٰى بِدْعَتِهٖ مُرَوِّجًا لَّهٗ رُدَّ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ قُبِلَ إِلَّا أَنْ يَّرْوِيَ شَيْئًا يُقَوِّيْ بِهٖ بِدْعَتَهٗ فَهُوَ مَرْدُوْدٌ قَطْعًا۔

اور مختار یہی ہے کہ اگر وہ اپنی بدعت کی طرف بلانے والا ہو، اس (بدعت) کو پھیلانے والا ہو تو رد کر دی جائے گی اور اگر اس طرح نہ ہو تو قبول کر لی جائے گی، مگر یہ کہ وہ ایسی چیز روایت کرے جس کے ذریعے سے وہ اپنی بدعت کو تقویت دیتا ہو تو وہ قطعی طور پر مردود ہے۔

وَبِالْجُمْلَةِ الْأَئِمَّةُ مُخْتَلِفُوْنَ فِيْ أَخْذِ الْحَدِيْثِ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ وَالْأَهْوَاءِ۔

اور خلاصہ (کلام یہ ہے) کہ آئمہ بدعتیوں اور خواہشات کے پیروکاروں سے حدیث لینے میں مختلف ہیں۔

وَأَرْبَابُ الْمَذَاهِبِ الزَّائِغَةِ:۔وَقَالَ صَاحِبُ "جَامِعُ الْأُصُوْلِ" أَخَذَ جَمَاعَةٌ مِّن أَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ مِنْ فِرْقَةِ الْخَوَارِجِ وَالْمُنْتَسِبِيْنَ إِلَى الْقَدَرِ وَالتَّشَيُّعِ وَالرَّفْضِ وَسَائِرِ أَصْحَابِ الْبِدَعِ وَالْأَهْوَاءِ۔

باطل مذاہب والے:۔ مصنف جامع الاصول نے فرمایا کہ آئمہ حدیث کی ایک جماعت نے فرقہِ خارجیہ، قدریہ، شیعیہ، رافضیہ اور تمام بدعت و خواہشات کے پیروکاروں سے (حدیث) کو لیا (ہے)۔

وَقَدِ احْتَاطَ جَمَاعَةٌ اٰخَرُوْنَ وَتَوَرَّعُوْا مِنْ أَخْذِ حَدِيْثٍ مِنْ هٰذِهِ الْفِرَقِ۔

اور دوسری جماعت نے احتیاط کی اور (مذکورہ) فرقوں سے حدیث لینے سے اجتناب کیا (ہے)۔

وَلِكُلٍّ مِّنْهُمْ نِيَّاتٌ اِنْتَهٰى۔ اور ان میں سے ہر ایک کی (اپنی اپنی) نیتیں ہیں۔کلام مکمل ہو گیا۔

وَلَا شَكَّ أَنَّ أَخْذَ الْحَدِيْثِ مِنْ هٰذِهِ الْفِرَقِ يَكُوْنُ بَعْدَ التَّحَرِّيْ وَالِاسْتِصْوَابِ۔

اور (اس بات میں) کوئی شک نہیں کہ انہوں (آئمہ حدیث کی پہلی جماعت) نے ان فرقوں سے حدیث تحری (سوچ بچار) و استصواب (درستگی کے حصول) کے بعد ہی لی ہو گی۔

وَمَعَ ذٰلِكَ الِاحْتِيَاطُ فِيْ عَدَمِ الْأَخْذِ لِأَنَّهٗ قَدْ ثَبَتَ أَنَّ هٰؤُلَاءِ الْفِرَقَ كَانُوْا يَضَعُوْنَ الْأَحَادِيْثَ لِتَرْوِيْجِ مَذَاهِبِهِمْ وَكَانُوْا يُقِرُّوْنَ بِهٖ بَعْدَ التَّوْبَةِ وَالرُّجُوْعِ۔وَاللهُ أَعْلَمُ۔

اور (جواز کے ہوتے ہوئے بھی ان گمراہ فرقوں سے) حدیث نہ لینے میں ہی احتیاط ہے۔ کیونکہ (یہ بات) ثابت ہے کہ یہ تمام فرقے اپنے مذاہب کو پھیلانے کیلئے حدیثیں گھڑا کرتے تھے، اور توبہ ورجوع کے بعد بھی اس پر ٹھہرا رہتے تھے۔ اور اللہ زیادہ جانتا ہے۔

وُجُوْهُ الطَّعْنِ الْمُتَعَلِّقَةُ بِالضَّبْطِ۔ ضبط سے تعلق رکھنے والی وجوہ طعن۔

أَمَّا وُجُوْهُ الطَّعْنِ الْمُتَعَلِّقَةُ بِالضَّبْطِ فَهِيَ أَيْضًا خَمْسَةٌ۔

وہ وجوہ طعن جو ضبط سے تعلق رکھتی ہیں وہ بھی پانچ ہیں۔

(1) أَحَدُهَا فَرْطُ الْغَفْلَةِ (2) وَثَانِيْهَا كَثْرَةُ الْغَلَطِ (3) وَثَالِثُهَا مُخَالَفَةُ الثِّقَاتِ (4) وَرَابِعُهَا الْوَهْمُ (5) وَخَامِسُهَا سُوْءُ الْحِفْظِ۔

(1) فرطِ غفلت (2) کثرت غلط (3) مخالفت ثقات (4) وہم (5) سوء الحفظ۔

فَرْطُ الْغَفْلَةِ وَكَثْرَةُ الْغَلَطِ:۔أَمَّا فَرْطُ الْغَفْلَةِ وَكَثْرَةُ الْغَلَطِ فَمُتَقَارِبَانِ فَالْغَفْلَةُ فِي السَّمَاعِ وَتَحَمُّلِ الْحَدِيْثِ وَالْغَلَطُ فِي الْإِسْمَاعِ وَالْأَدَاءِ۔

فرط غفلت / کثرتِ غلط:۔ بہر حال فرط (کثرت) غفلت اور کثرت غلط تو (یہ) دونوں (معنی میں) قریب قریب ہیں، تو فرط غفلت حدیث سننے اور لینے میں ہے اور کثرت غلط حدیث سنانے اور ادا کرنے میں ہے۔

مُخَالَفَةُ الثِّقَاتِ:۔وَمُخَالَفَةُ الثِّقَاتِ فِي الْإِسْنَادِ وَالْمَتْنِ يَكُوْنُ عَلٰى أَنْحَاءٍ مُتَعَدِّدَةٍ تَكُوْنُ مُوْجِبَةً لِلشُّذُوْذِ۔

مخالفۂ ثقات:۔ اور اسناد و متن میں مخالفتِ ثقات متعدد اقسام پر ہیں، جو کہ شاذ کا موجب ہوتی ہے۔

وَجَعْلُهٗ مِنْ وُجُوْهِ الطَّعْنِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالضَّبْطِ مِنْ جِهَةِ أَنَّ الْبَاعِثَ عَلٰى مُخَالَفَةِ الثِّقَاتِ إِنَّمَا هُوَ عَدَمُ الضَّبْطِ وَالْحِفْظِ وَعَدَمُ الصِّيَانَةِ عَنِ التَّغَيُّرِ وَالتَّبْدِيْلِ۔

اور اس کو ضبط کے وجوہِ طعن سے بنانا اس جہت سے ہے کہ ثقہ کی مخالفت پر ابھارنے والی (چیز) محض وہ ضبط و حفظ کا نہ ہونا ہے اور تغیر و تبدیلی سے محفوظ نہ ہونا ہے۔ (یہ ایک اعتراض کی طرف اشارہ ہے کہ مخالفت ثقات کو ضبط کے وجوہ طعن سے کیوں بنایا حالانکہ اس کو تو عدالت کے ساتھ ہونا چاہیئے تھا۔)

اَلْوَهْمُ:۔وَالطَّعْنُ مِنْ جِهَةِ الْوَهْمِ وَالنِّسْيَانِ الَّذَيْنِ أَخْطَأَ بِهِمَا وَرَوٰى عَلٰى سَبِيْلِ التَّوَهُّمِ إِنْ حَصَلَ الْاِطِّلَاعُ عَلٰى ذٰلِكَ بِقَرَائِنَ دَالَّةٍ عَلٰى وُجُوْهِ عِلَلٍ وَّأَسْبَابٍ قَادِحَةٍ كَانَ الْحَدِيْثُ مُعَلَّلًا وَهٰذَا أَغْمَضُ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ وَأَدَقُّهَا وَلَا يَقُوْمُ بِهٖ إِلَّا مَنْ رُّزِقَ فَهْمًا وَّحِفْظًا وَّاسِعًا وَمَعْرِفَةً تَامَّةً بِمَرَاتِبِ الرُّوَاةِ وَأَحْوَالِ الْأَسَانِيْدِ وَالْمُتُوْنِ كَالْمُتَقَدِّمِيْنَ مِنْ أَرْبَابِ هٰذَا الْفَنِّ إِلٰى أَنِ انْتَهٰى إِلَى الدَّارَقُطْنِيِّ وَيُقَالُ لَمْ يَأْتِ بَعْدَهٗ مِثْلُهٗ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ۔ وَاللهُ أَعْلَمُ۔

وہم:۔ طعن وہم و نسیان کی جہت سے جن کے ذریعے راوی نے خطا کی اور اس نے وہم کے طریقے پر روایت کی، اگر اس (وہم) پر ایسے قرائن کے ذریعے سے آگاہی حاصل ہو جائے جو عیب لگانے والے اسباب اور عِلَل (کمزوری) کی وجوہات پر دلالت کرتے ہوں تو حدیث معلّل ہے اور یہ (یعنی حدیثِ معلَّل پر مطلع ہونا) علم حدیث میں سب سے زیادہ پیچیدہ اور ان میں سب سے زیادہ دقیق (مشکل علم) ہے۔ اور اس پر کوئی عبور حاصل نہیں کر سکتا، مگر (وہ ہی) جس کو فہم (سمجھ)، وسیع حافظہ اور راویوں کے مراتب اور اسناد و متون کے احوال پر مکمل معرفت عطا کی گئی ہو جیسا کہ اس فن کے متقدمین۔ یہاں کہ اس کی انتہاء دار قطنی تک ہوئی۔ اور کہا جاتا ہے ان (دار قطنی) کے بعد ان جیسا اس فن (معرفتِ معلَّل) میں کوئی نہیں آیا۔ واللہ اعلم۔

سُوْءُ الْحِفْظِ:۔وَأَمَّا سُوْءُ الْحِفْظِ فَقَالُوْا إِنَّ الْمُرَادَ بِهٖ أَنْ لَّا يَكُوْنَ إِصَابَتُهٗ أَغْلَبَ عَلٰى خَطَئِهٖ وَحِفْظُهٗ وَإِتْقَانُهٗ أَكْثَرَ مِنْ سَهْوِهٖ وَنِسْيَانِهٖ يَعْنِيْ إِنْ كَانَ خَطَأُهٗ وَنِسْيَانُهٗ أَغْلَبَ أَوْ مُسَاوِيًا لِّصَوَابِهٖ وَإِتْقَانِهٖ كَانَ دَاخِلًا فِيْ سُوْءِ الْحِفْظِ فَالْمُعْتَمَدُ عَلَيْهِ صَوَابُهٗ وَإِتْقَانُهٗ وَكَثْرَتُهُمَا۔

سوءِ حفظ:۔ اور بہر حال سوءِ حفظ (برا حافظہ) تو انہوں (محدثین) نے کہا کہ اس (سوءِ حفظ) سے مراد یہ ہے کہ اس (راوی) کی درستگی اپنی خطاؤں پر غالب نہ ہو اور اس کا حفظ و اتقان (یقین) اپنے سہو و نسیان سے زیادہ نہ ہو، یعنی اگر راوی کی خطا و نسیان اس کی درستگی و یقین پر غالب یا برابر ہو تو وہ سوءِ حفظ میں داخل ہو گی، تو معتمد علیہ راوی کی درستگی و یقین اور ان دونوں کی کثرت کا ہونا ہے۔

حُكْمُ سَيِّءِ الْحِفْظِ:۔وَسُوْءُ الْحِفْظِ إِنْ كَانَ لَازِمَ حَالِهٖ فِيْ جَمِيْعِ الْأَوْقَاتِ وَمُدَّةِ عُمْرِهٖ لَا يُعْتَبَرُ بِحَدِيْثِهٖ۔

سوءِ حفظ کا حکم:۔ اور سوءِ حفظ اگر اس (راوی) کی حالت کو تمام اوقات اور پوری عمر لازم ہو جائے تو اس کی حدیث کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

وَعِنْدَ بَعْضِ الْمُحَدِّثِيْنَ هٰذَا أَيْضًا دَاخِلٌ فِي الشَّاذِّ۔ اور بعض محدثین کے نزدیک یہ (سوءِ حفظ والے کی حدیث) بھی شاذ میں داخل ہے۔

اَلْمُخْتَلِطُ:۔وَاِنۡ طَرَأَ سُوْءُ الْحِفْظِ لِعَارِضٍ مِّثْلُ اخْتِلَالٍ فِي الْحَافِظَةِ بِسَبَبِ كِبَرِ سَنَةٍ أَوْ ذَهَابِ بَصَرِهٖ أَوْ فَوَاتِ كُتُبِهٖ فَهٰذَا يُسَمّٰى مُخْتَلِطًا۔

مختلِط:۔اگر سوءِ حفظ کسی عارضے کی وجہ سے جاری ہو جیسا کہ بڑی عمر یا اس کی بصارت کے زائل ہونے یا اس کی کتابیں ضائع ہونے کے سبب حافظے میں خرابی ہونا تو اسے مُخْتَلِط کا کہا جاتا ہے۔

حُكْمُ الْمُخْتَلِطِ:۔فَمَا رُوِيَ قَبْلَ الْاِخْتِلَاطِ وَالْاِخْتِلَالِ مُتَمَيِّزًا عَمَّا رَوَاهُ بَعْدَ هٰذِهِ الْحَالِ قُبِلَ وَاِنْ لَّمْ يَتَمَيَّزْ تَوَقَّفَ وَاِنِ اشْتَبَهَ فَكَذٰلِكَ۔

مختلِط کا حکم:۔تو جو اس (سوءِ حفظ والے راوی) نے (حافظے میں) اختلاط (خلط ملط ہونے) و اختلال (خراب ہونے) سے پہلے روایت کیا اس حال میں کہ وہ (روایت) اس حالت کے بعد والی روایت سے جدا ہوں تو (اسکی پہلے والی روایت) قبول کر لی جائے گی۔ اور اگر (وہ سوءِ حفظ سے پہلے اور بعد والی روایتیں آپس میں ایک دوسرے سے) جدا نہ ہو تو توقف ہو گا۔ اور اگر (سوءِ حفظ سے پہلے اور اس کے بعد کی روایتوں میں امتیاز و عدمِ امتیاز میں) شبہ ہو تو بھی یہ ہی حکم ہے (توقف ہو گا)۔

وَاِنْ وُجِدَ لِهٰذَا الْقِسْمِ مُتَابِعَاتٌ وَّشَوَاهِدُ تَرَقّٰى مِنْ مَرْتَبَةِ الرَّدِّ اِلَى الْقُبُوْلِ وَالرُّجْحَانِ۔

اور اگر اس قسم (مختلَط یعنی سوءِ حفظ کے بعد والی روایتوں) کیلئے متابع اور شواہد پائے جائیں تو وہ مردود کے مرتبہ سے قبول و ترجیح کی طرف ترقی پا جائے گی۔

وَهٰذَا حُكْمُ أَحَادِيْثِ الْمَسْتُوْرِ وَالْمُدَلِّسِ وَالْمُرْسِلِ۔

اور یہ (ہی) مستور الحال، مدلّس اور مرسِل کی حدیثوں کا حکم ہے۔ (اگر ان کے شواہد و توابع مل جائیں تو قبول و ترجیح کی طرف ترقی پا جائے گی)۔

اَلْفَصْلُ السَّادِسُ فِي الْغَرِيْبِ وَالْعَزِيْزِ وَالْمَشْهُوْرِ وَالْمُتَوَاتِرِ۔

(یہ) چھٹی فصل غریب، عزیز، مشہور اور متواتر کے بارے میں ہے۔

اَلْغَرِيْبُ:۔اَلْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ اِنْ كَانَ رَاوِيْهِ وَاحِدًا يُسَمّٰى غَرِيْبًا۔

غریب:۔ صحیح حدیث اگر اس کا راوی ایک ہو تو اس (صحیح حدیث) کو غریب کہا جاتا ہے۔

اَلْعَزِيْزُ:۔وَاِنْ كَانَ اثْنَيْنِ يُسَمّٰى عَزِيْزًا۔

عزیز:۔اور اگر اس (حدیث) کے راوی دو ہوں تو اس (حدیث) کو عزیز کہا جاتا ہے۔

اَلْمَشْهُوْرُ:۔وَاِنْ كَانُوْا أَكْثَرَ يُسَمّٰى مَشْهُوْرًا وَّمُسْتَفِيْضًا۔

مشہور:۔اور اگر وہ (راوی) دو سے زیادہ ہوں تو اسے مشہور اور مستفیض کہا جاتا ہے۔

اَلْمُتَوَاتِرُ:۔وَاِنْ بَلَغَتْ رُوَاتُهٗ فِي الْكَثْرَةِ اِلٰى أَنْ يَسْتَحِيْلَ فِي الْعَادَةِ تَوَاطُؤُهُمْ عَلَى الْكَذِبِ يُسَمّٰى مُتَوَاتِرًا۔

متواتر:۔اور اگر اس (حدیث) کے راوی کثرت میں (اتنی تعداد) تک پہنچ جائیں کہ عادتاً ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا محال ہو تو اسے متواتر کہا جاتا ہے۔

اَلْفَرْدُ:۔وَيُسَمّٰى الْغَرِيْبُ فَرْدًا أَيْضًا۔

فرد:۔ غریب کو فرد بھی کہا جاتا ہے۔

اَلْفَرْدُ النَّسْبِيُّ:۔وَالْمُرَادُ بِکَوْنِ رَاوِيهِ وَاحِدًا کَوْنُهٗ کَذٰلِكَ وَلَوْ فِيْ مَوْضِعٍ وَّاحِدٍ مِّنَ الْإِسْنَادِ لٰكِنَّهٗ يُسَمّٰى فَرْدًا نَسْبِيًّا۔

فرد نسبی:۔اس(فرد/غریب)کے راوی کے ایک ہونے سے مراد اس کا اسی طرح ہونا ہے،اگرچہ(پوری)اسناد میں سے ایک جگہ میں ہو،لیکن اسے(جب کہ ایک جگہ ہو تو اس کو)فرد نسبی کہا جاتا ہے۔

اَلْفَرْدُ الْمُطْلَقُ:۔وَإِنْ کَانَ فِيْ کُلِّ مَوْضِعٍ مِّنْهُ يُسَمّٰى فَرْدًا مُطْلَقًا۔

فرد مطلق:۔اور اگر وہ(راوی کا ایک ہونا)اس(حدیث کی سند)کی ہر جگہ میں ہو اسے فرد مطلق کہا جاتا ہے۔

وَالْمُرَادُ بِکَوْنِ الرَّاوِيِ اثْنَيْنِ أَن يَکُونَا فِيْ کُلِّ مَوْضِعٍ کَذٰلِكَ فَإِنْ کَانَ فِيْ وَاحِدٍ مَثَلًا لَّمْ يَکُنِ الْحَدِيْثُ عَزِيْزًا بَلْ غَرِيْبًا۔

اور(حدیث عزیز میں)راوی کے دو ہونے سے مراد(یہ ہے کہ)دو راوی(سند کی)ہر جگہ میں اسی طرح ہو۔(ہر جگہ کم از کم دو ہوں)تو اگر مثال کے طور پر حدیث(کسی جگہ)ایک(راوی)میں ہو جائے تو حدیث عزیز نہیں ہو گی،بلکہ غریب ہو گی۔

وَعَلٰى هٰذَا الْقِيَاسِ مَعْنٰى اعْتِبَارِ الْکَثْرَةِ فِي الْمَشْهُوْرِ أَنْ يَّکُوْنَ فِيْ کُلِّ مَوْضِعٍ أَکْثَرَ مِنَ اثْنَيْنِ۔

اور اسی قاعدہ پر مشہور میں معنی کی کثرت کا اعتبار ہے کہ وہ(مشہور حدیث کے راوی)ہر جگہ میں دو سے زیادہ ہوں۔

وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهِمْ "إِنَّ الْأَقَلَّ حَاکِمٌ عَلَى الْأَکْثَرِ فِيْ هٰذَا الْفَنِّ" فَافْهَمْ۔

اور یہ ہی ان(محدثین)کے اس قول"إِنَّ الْأَقَلَّ حَاکِمٌ عَلَى الْأَکْثَرِ فِيْ هٰذَا الْفَنِّ"(اس فن حدیث میں کم تر،زیادہ کا حاکم ہوتا ہے)کا معنی ہے۔اس کو سمجھ لیجئے۔(پوری سند میں راویوں کی تعداد میں کم سے کم پر حکم لگے گا،مثال کے طور پر ایک حدیث کی سند میں پہلے 2 نے 2 کو بیان کیا،ان 2 نے 3 کو بیان کیا،پھر ان 3 نے 4 کو بیان کیا،تو چونکہ اس پوری سند میں کم تر 2 کا عدد ہے،تو اب حکم 2 کے اعتبار سے لگے گا یعنی اس حدیث کو عزیز کہا جائے گا)۔

لَا تَنَافِيَ بَيْنَ الْغَرَابَةِ وَالصِّحَّةِ:۔وَعُلِمَ مِمَّا ذُکِرَ أَنَّ الْغَرَابَةَ لَا تَنَافِي الصِّحَّةَ وَيَجُوْزُ أَنْ يَّکُوْنَ الْحَدِيْثُ صَحِيْحًا غَرِيْبًا بِأَنْ يَّکُوْنَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْ رِّجَالِهٖ ثِقَةً۔

غرابت اور صحت کے درمیان کوئی منافاۃ نہیں:۔اور جان لیا گیا اس سے جو ذکر کیا گیا(تعداد کے اعتبار سے کئی گئی تقسیم غریب،فرد،عزیز وغیرہ)کہ غرابت(غریب حدیث)صحت(صحیح حدیث)کے منافی نہیں۔اور جائز ہے کہ حدیث صحیح ہو،غریب ہو،بایں طور پر کہ اس حدیث(غریب)کے راویوں میں ہر ایک ثقہ ہو۔

اَلْغَرِيْبُ بِمَعْنَى الشَّاذِّ:۔وَالْغَرِيْبُ قَدْ يَقَعُ بِمَعْنَى الشَّاذِّ أَيْ شُذُوْذًا هُوَ مِنْ أَقْسَامِ الطَّعْنِ فِي الْحَدِيْثِ وَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِ صَاحِبِ الْمَصَابِيْحِ مِنْ قَوْلِهٖ "هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ" لِمَا قَالَ بِطَرِيْقِ الطَّعْنِ۔

غریب شاذ کے معنی میں:۔اور(اصول حدیث میں لفظِ)غریب بعض اوقات شاذ(اصطلاحی)کے معنی میں واقع ہوتا ہے یعنی ایسا شاذ جو حدیث میں طعن کی اقسام میں سے ہے۔اور صاحب مصابیح کے اس قول"هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ"سے یہ ہی مراد ہے(غریب بمعنی شاذ اصطلاحی نا کہ غریب بمعنی فرد،لیکن یہ بھی تب ہے)جب کہ انہوں نے طعن کے طور پر کہا ہو۔

وَبَعْضُ النَّاسِ يُفَسِّرُوْنَ الشَّاذَّ بِمُفْرَدِ الرَّاوِيْ مِنْ غَيْرِ اعْتِبَارِ مُخَالَفَتِهٖ لِلثِّقَاتِ کَمَا سَبَقَ وَيَقُوْلُوْنَ "صَحِيْحٌ"۔

اور بعض لوگ شاذ کی تفسیر راوی کے مفرد(ایک ہونے)سے کرتے ہیں،(اس میں)راوی کے ثقہ کی مخالفت کا اعتبار کئے بغیر،جیسا کہ گزرا اور وہ کہتے ہیں"صَحِيْحٌ"۔(یعنی شاذ بمعنی مفرد اور یہ صحیح کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے)

شَاذٌّ وَّصَحِيْحٌ غَيْرُ شَاذٍّ:۔فَالشُّذُوْذُ بِهٰذَا الْمَعْنٰى أَيْضًا لَا يُنَافِي الصِّحَّةَ كَالْغَرَابَةِ۔

شاذ اور صحیح غیر شاذ:۔شاذ اس معنی (مفرد) کے ساتھ بھی صحت (صحیح حدیث) کے منافی نہیں جیسا کہ غرابت (صحیح حدیث کے منافی نہیں)۔

وَالَّذِيْ يُذْكَرُ فِيْ مَقَامِ الطَّعْنِ هُوَ مُخَالِفٌ لِّلثِّقَاتِ۔

اور جو (شاذ) طعن کے مقام میں ذکر کیا جاتا ہے وہ (شاذ) ثقہ کے مخالف ہے۔(یعنی مقام طعن میں شاذ سے مراد شاذ اصطلاحی ہوگا جس سے حدیث صحیح کو بچانا ضروری ہے، ورنہ اس شاذ کے ہوتے ہوئے حدیث صحیح نہیں ہو سکتی) اور اگر شاذ لغوی بمعنی فرد یعنی غریب ہو تو وہ صحیح کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے اور اس شاذ کے متعلق کہا جا سکتا ہے "هذا صحيح ")

اَلْفَصْلُ السَّابِعُ فِيْ تَعَدُّدِ مَرَاتِبِ الضَّعِيْفِ وَالصَّحِيْحِ وَغَيْرِهٖ وَبَعْضِ اصْطِلَاحَاتِ التِّرْمِذِيِّ

ساتویں فصل ضعیف، صحیح اور اس کے علاوہ کے مرتبوں کے متعدد ہونے اور ترمذی کی بعض اصطلاحات کے بارے میں ہے۔

اَلضَّعِيْفُ:۔اَلْحَدِيْثُ الضَّعِيْفُ هُوَ الَّذِيْ فُقِدَ فِيْهِ الشَّرَائِطُ الْمُعْتَبَرَةُ فِي الصِّحَّةِ وَالْحَسَنِ كُلًّا أَوْ بَعْضًا وَّيُذَمُّ رَاوِيْهِ بِشُذُوْذٍ أَوْ نَكَارَةٍ أَوْ عِلَّةٍ۔

ضعیف:۔ضعیف حدیث وہ (حدیث) ہے جس میں وہ شرطیں تمام یا کچھ فوت ہو جائیں جن کا اعتبار صحیح اور حسن میں کیا گیا ہے اور اس (ضعیف حدیث) کے راوی کی شاذ، نکارت (جس کی وجہ سے حدیث منکر ہو) اور علت (جس کی وجہ سے حدیث معلل ہو) کے ساتھ مذمت کی جاتی ہے۔

تَعَدُّدُ أَقْسَامِ الضَّعِيْفِ:۔وَبِهٰذَا الْإِعْتِبَارِ يَتَعَدَّدُ أَقْسَامُ الضَّعِيْفِ وَيَكْثُرُ إِفْرَادًا وَّتَرْكِيْبًا۔

ضعیف کی متعدد اقسام :۔اور اسی معنی (جو ضعیف کی اوپر تعریف بیان کی گئی ہے اس) کے اعتبار سے ضعیف کی اقسام متعدد ہوتی ہیں اور افراد و ترکیب کے اعتبار سے اقسام زیادہ ہو جاتی ہیں۔

تَعَدُّدُ مَرَاتِبِ الصَّحِيْحِ وَالْحَسَنِ:۔وَمَرَاتِبُ الصَّحِيْحِ وَالْحَسَنِ لِذَاتِهِمَا وَلِغَيْرِهِمَا أَيْضًا تَتَعَدَّدُ بِتَفَاوُتِ الْمَرَاتِبِ وَالدَّرَجَاتِ فِيْ كَمَالِ الصِّفَاتِ الْمُعْتَبَرَةِ الْمَأْخُوْذَةِ فِيْ مَفْهُوْمَيْهِمَا مَعَ وُجُوْدِ الْإِشْتِرَاكِ فِيْ أَصْلِ الصِّحَّةِ وَالْحَسَنِ۔

حسن اور صحیح کے مراتب کا متعدد ہونا:۔اور صحیح لذاتہ، حسن لذاتہ، صحیح لغیرہ اور حسن لغیرہ کے مراتب بھی متعدد ہوتے ہیں، ان صفات کے کمال میں درجات و مراتب کے مختلف ہونے کی وجہ سے جو ان کے مفہوم میں معتبر و ملحوظ ہے اصل صحت و حسن میں اشتراک کے پائے جانے کے ساتھ۔(وہ حدیثیں صحیح تو ہونگی لیکن ان کے راویوں کے درجات کے مختلف ہونے کی وجہ سے وہ صحیح حدیث دوسری صحیح حدیث کے مقابلے میں ادنی و اعلی ہوگی)

وَالْقَوْمُ ضَبَطُوْا مَرَاتِبَ الصِّحَّةِ وَعَيَّنُوْهَا وَذَكَرُوْا أَمْثِلَتَهَا مِنَ الْأَسَانِيْدِ وَقَالُوْا "اسْمُ الْعَدَالَةِ وَالضَّبْطِ يَشْمَلُ رِجَالَهَا كُلَّهَا وَلٰكِنَّ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ"۔

اور قوم نے صحیح کے مراتب کا ضابطہ بنایا اور ان مراتب کو معین کیا اور سندوں سے اس کی مثالیں ذکر کیں۔اور کہا کہ "اسْمُ الْعَدَالَةِ وَالضَّبْطِ يَشْمَلُ رِجَالَهَا كُلَّهَا وَلٰكِنَّ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ "(عدالۃ اور ضبط کا نام تمام راویوں کو شامل ہے لیکن بعض راوی بعض سے بڑھ کر ہیں۔

أَصَحُّ الْأَسَانِيْدِ:۔وَأَمَّا إِطْلَاقُ"أَصَحُّ الْأَسَانِيْدِ" عَلٰى سَنَدٍ مَخْصُوْصٍ عَلَى الْإِطْلَاقِ فَفِيْهِ اخْتِلَافٌ.فَقَالَ بَعْضُهُمْ أَصَحُّ الْأَسَانِيْدِ "زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ عَنْ أَبِيْهِ(الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) عَنْ جَدِّهٖ (عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ)"۔

اصح اسانید:۔اور بہر حال"أَصَحُّ الْأَسَانِيْدِ"کا مخصوص سند پر مطلقا اطلاق کرنا تو اس میں اختلاف ہے۔ تو بعض نے کہا"زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ عَنْ أَبِيْهِ(الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) عَنْ جَدِّهٖ (عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ)"'اصح الاسانید'ہے۔

وَقِيْلَ "مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ"۔

اور کہا گیا کہ اصح الاسانید یہ ہے۔"مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ"۔

وَقِيْلَ" اَلزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ"۔

اور کہا گیا کہ اصح الاسانید یہ ہے۔" اَلزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ"۔

وَالْحَقُّ أَنَّ الْحُكْمَ عَلٰى إِسْنَادٍ مَّخْصُوْصٍ بِالْأَصَحِيَّةِ عَلَى الْإِطْلَاقِ غَيْرُ جَائِزٍ إِلَّا أَنَّ فِي الصِّحَّةِ مَرَاتِبَ عُلْيًا وَّعِدَّةٌ مِّنَ الْأَسَانِيْدِ يَدْخُلُ فِيْهَا۔

اور حق یہ ہے کہ کسی مخصوص سند پر علی الاطلاق سب سے زیادہ صحیح ہونے کا حکم لگانا جائز نہیں ہے مگر(یہ کہ) صحیح میں بہت سے اعلی مراتب ہیں،اور سندوں میں سے کچھ اس(صحیح بلند مرتبے والی حدیث) میں داخل ہے۔

وَلَوْ قُيِّدَ بِقَيْدٍ بِأَنْ يُّقَالَ "أَصَحُّ أَسَانِيْدِ الْبَلَدِ الْفُلَانِيِّ "أَوْ "فِي الْبَابِ الْفُلَانِيِّ "أَوْ فِي الْمَسْأَلَةِ الْفُلَانِيَّةِ" يَصِحُّ۔وَاللهُ أَعْلَمُ

اوراگر ایک قید کے ساتھ(اصح الاسانید کو)اس طور پر مقید کر دیا جائے کہ کہا جائے"أَصَحُّ أَسَانِيْدِ الْبَلَدِ الْفُلَانِيِّ" یا کہا جائے"أَصَحُّ أَسَانِيْدِ الْبَابِ الْفُلَانِيِّ"یا کہا جائے"أَصَحُّ أَسَانِيْدِ الْمَسْأَلَةِ الْفُلَانِيَّةِ"تو درست ہے۔واللہ اعلم

اِصْطِلَاحَاتُ التِّرْمِذِيِّ:۔مِنْ عَادَةِ التِّرْمِذِيِّ أَنْ يَّقُوْلَ فِيْ جَامِعِهٖ "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" "حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ""حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ"وَ لَا شُبْهَةَ فِيْ جَوَازِ اجْتِمَاعِ الْحَسَنِ وَالصِّحَّةِ بِأَنْ يَّكُوْنَ حَسَنًا لِّذَاتِهٖ وَ صَحِيْحًا لِّغَيْرِهٖ وَكَذٰلِكَ فِي اجْتِمَاعِ الْغَرَابَةِ وَالصِّحَّةِ كَمَا أَسْلَفْنَا۔

اصطلاحات ترمذی:۔امام ترمذی کی عادت میں سے ہے کہ وہ اپنی جامع(ترمذی) میں کہتے ہیں"حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ"(اور کہتے ہیں) "حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ"(اور کہتے ہیں)"حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ"(یہاں سے متضاد اصطلاحوں کے جمع کرنے پر وارد شدہ اعتراض کی طرف اشارہ ہے،اگلی عبارت سے جوابات دیئے جارہے ہیں کہ)اور حسن اور صحیح کے(آپس میں) جمع ہونے کے جواز میں تو کوئی شبہ ہی نہیں کہ وہ حدیث(پہلے) حسن لذاتہ ہو اور(بعد) میں صحیح لغیرہ ہو جائے۔اور اسی طرح غریب اور صحیح کے جمع ہونے میں(بھی کوئی شبہ نہیں) ہے جیسا کہ ہم نے پیچھے چھوڑ دیا۔

إِشْكَالُ اجْتِمَاعِ الْغَرَابَةِ وَالْحَسَنِ:۔وَأَمَّا اجْتِمَاعُ الْغَرَابَةِ وَالْحَسَنِ فَيَسْتَشْكِلُوْنَهٗ بِأَنَّ التِّرْمِذِيَّ اعْتَبَرَ فِي الْحَسَنِ تَعَدُّدَ الطُّرُقِ فَكَيْفَ يَكُوْنُ غَرِيْبًا۔

غریب اور حسن کے جمع ہونے پر اعتراض:۔بہر حال(حدیثِ)غریب اور(حدیثِ)حسن کا جمع ہونا تو وہ اس پر یوں اعتراض کرتے ہیں کہ امام ترمذی نے حسن میں تعدد طرق کا اعتبار کیا ہے تو وہ(حدیث) کیسے غریب ہوگی؟(کیونکہ غریب میں تعدد طرق کا اعتبار نہیں کیا)

جَوَابُ الْإِشْكَالِ:۔وَيُجِيبُوْنَ بِأَنَّ اعْتِبَارَ تَعَدُّدِ الطُّرُقِ فِي الْحَسَنِ لَيْسَ عَلَى الْإِطْلَاقِ بَلْ فِيْ قِسْمٍ مِّنْهُ،وَحَيْثُ حَكَمَ بِاجْتِمَاعِ الْحَسَنِ وَالْغَرَابَةِ فَالْمُرَادُ بِهٖ قِسْمٌ اٰخَرُ۔

اعتراض کا جواب:۔اور وہ (محدثین) یوں جواب دیتے ہیں کہ (حدیثِ) حسن میں سندوں کے متعدد ہونے کا اعتبار علی الاطلاق نہیں، بلکہ اس کی ایک قسم میں ہے، اور (حدیثِ) حسن اور (حدیثِ) غریب کے جمع ہونے کا حکم لگایا ہے تو (وہاں) اس (حدیثِ حسن) کی دوسری قسم مراد ہے۔(امام ترمذی کے نزدیک حسن دو طرح کی ہیں ایک تعدد طرق والی حسن اور دوسری جس میں تعدد طرق نہ ہو تو جہاں حسن کو غریب کے ساتھ جمع کیا ہے وہاں وہ حسن مراد ہے جس کے طرق متعدد نہ ہوں)۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهٗ أَشَارَ بِذٰلِكَ إِلَى اخْتِلَافِ الطُّرُقِ بِأَنْ جَاءَ فِيْ بَعْضِ الطُّرُقِ غَرِيْبًا وَفِيْ بَعْضِهَا حَسَنًا۔

اور بعض محدثین نے (مذکورہ اعتراض کے جواب کے متعلق) کہا کہ انہوں (امام ترمذی) نے اس (اجتماعِ حسن و غریب) سے اختلافِ طرق کی طرف اشارہ یوں اشارہ کیا کہ یہ حدیث بعض سندوں میں غریب ہو کر آئی ہے اور بعض میں حسن ہو کر آئی ہے۔

وَقِيْلَ "اَلْوَاوُ بِمَعْنَى أَوْ" بِأَنَّهٗ يَشُكُّ وَيَتَرَدَّدُ فِيْ أَنَّهٗ غَرِيْبٌ أَوْ حَسَنٌ لِعَدَمِ مَعْرِفَتِهٖ جَزْمًا۔

اور کہا گیا کہ "اَلْوَاوُ بِمَعْنَى أَوْ" (وَاوْ ،اَوْ کے معنی میں ہے) یوں کہ انہیں (امام ترمذی) کو اس بارے میں شک و تردد تھا کہ یہ (حدیث) غریب ہے یا حسن؟ (انہیں شک تھا) اس حدیث کی یقینی معرفت نہ ہونے کی وجہ سے۔

وَقِيْلَ "اَلْمُرَادُ بِالْحَسَنِ هٰهُنَا لَيْسَ مَعْنَاهُ الْاِصْطِلَاحِيُّ بَلِ اللُّغَوِيّ بِمَعْنَى مَا يَمِيْلُ إِلَيْهِ الطَّبْعُ "وَهٰذَا الْقَوْلُ بَعِيْدٌ جِدًّا۔

اور کہا گیا کہ یہاں (حدیثِ) حسن سے مراد اس (حسن) کا معنی اصطلاحی نہیں، بلکہ معنی لغوی (مراد) ہے اس معنی میں کہ "مَا يَمِيْلُ إِلَيْهِ الطَّبْعُ" (جس کی طرف طبیعت مائل ہو) اور یہ قول (معنی لغوی مراد لینے والا) بہت بعید ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّامِنُ فِي الْاِحْتِجَاجِ بِالْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ وَالْحَسَنِ وَالضَّعِيْفِ

(یہ) آٹھویں فصل حدیثِ صحیح ، حسن اور ضعیف کو حجت بنانے کے بارے میں ہے۔

اَلْاِحْتِجَاجُ بِالصَّحِيْحِ وَالْحَسَنِ:۔اَلْاِحْتِجَاجُ فِي الْأَحْكَامِ بِالْخَبَرِ الصَّحِيْحِ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ بِالْحَسَنِ لِذَاتِهٖ عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ وَهُوَ مُلْحِقٌ بِالصَّحِيْحِ فِيْ بَابِ الْاِحْتِجَاجِ وَإِنْ كَانَ دُوْنَهٗ فِي الْمَرْتَبَةِ،وَالْحَدِيْثُ الضَّعِيْفُ الَّذِيْ بَلَغَ بِتَعَدُّدِ الطُّرُقِ مَرْتَبَةِ الْحَسَنِ لِغَيْرِهٖ أَيْضًا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ۔

صحیح و حسن کو حجت بنانا:۔ صحیح حدیث کو احکام میں حجت بنانا متفق علیہ ہے اور اسی طرح (احکام میں حجت بنانا) عام علماء کے نزدیک حسن لذاتہ ہے اور یہ (حسن لذاتہ) باب الاحتجاج (حجت بننے کے باب میں) صحیح کے ساتھ باب احتجاج میں ملحق ہے، اگرچہ مرتبہ میں اس (صحیح) سے کم ہے اور ضعیف حدیث جو متعدد طرق سے حسن لغیرہ کے مرتبے کو پہنچ جائے (یہ) بھی متفق علیہ ہے۔

اَلْاِحْتِجَاجُ بِالضَّعِيْفِ:۔وَمَا اشْتَهَرَ أَنَّ الْحَدِيْثَ الضَّعِيْفَ مُعْتَبَرٌ فِيْ فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ لَا فِيْ غَيْرِهَا الْمُرَادُ مُفْرَدَاتُهٗ لَا مَجْمُوْعُهَا لِأَنَّهٗ دَاخِلٌ فِي الْحَسَنِ لَا فِي الضَّعِيْفِ صَرَّحَ بِهِ الْأَئِمَّةُ۔

حدیث ضعیف کو حجت بنانا:۔اور جو مشہور ہے کہ ضعیف حدیث اعمال کے فضائل میں معتبر ہے، نہ کہ اس (فضائلِ اعمال) کے علاوہ میں، تو اس سے مراد اس (حدیث) کے مفردات ہیں، نہ کہ مجموعات، (مفردات سے مراد عدم تعدد طرق ہے اور مجموعات سے مراد تعدد طرق ہے)۔ کیونکہ وہ (مجموعات) حسن میں داخل ہے، نہ کہ ضعیف میں۔ جس کی ائمہ نے تصریح کی ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنْ كَانَ الضَّعِيْفُ مِنْ جِهَةِ سُوْءِ حِفْظٍ أَوِ اخْتِلَاطٍ أَوْ تَدْلِيْسٍ مَعَ وُجُوْدِ الصِّدْقِ وَالدِّيَانَةِ يَنْجَبِرُ بِتَعَدُّدِ الطُّرُقِ۔

اور بعض محدثین نے فرمایا کہ اگر ضعیف حدیث صدق و دیانت کے پائے جانے کے ساتھ سوءِ حفظ، اختلاط یا تدلیس کے سبب سے ہو تو وہ (ضعف) تعدُّدِ طرق سے پورا ہو جائے گا۔ (اب وہ حدیث حسن میں آجائے گی)

وَإِنْ كَانَ مِنْ جِهَةِ اتِّهَامِ الْكَذِبِ أَوِ الشُّذُوْذِ أَوْ فُحْشِ الْغَلَطِ لَا يَنْجَبِرُ بِتَعَدُّدِ الطُّرُقِ وَالْحَدِيْثُ مَحْكُوْمٌ عَلَيْهِ بِالضُّعْفِ وَمَعْمُوْلٌ بِهِ فِيْ فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ, وَعَلٰى مِثْلِ هٰذَا يَنْبَغِيْ أَنْ يُّحْمَلَ أَنَّ لُحُوْقَ الضَّعِيْفِ بِالضَّعِيْفِ لَا يُفِيْدُ قُوَّةً، وَإِلَّا فَهٰذَا الْقَوْلُ ظَاهِرُ الْفَسَادِ فَتَدَبَّرْ۔

اور اگر وہ (ضعیف حدیث) اتہامِ کذب، شاذّ یا فحش خطا کے سبب ہو تو وہ (ضعف) تعدُّدِ طرق سے پورا نہیں ہو گا اور (ایسی) حدیث پر ضعف کا حکم لگایا جائے گا اور اس پر فضائلِ اعمال میں عمل کیا جائے گا اور اسی قول (ضعیف کے حکم کا نہ لگنا) کی بنیاد پر مناسب ہے کہ محمول کر دیا جائے (اس بات کو) کہ ضعیف کا ضعیف کے ساتھ ملنا قوت کا فائدہ نہیں دیتا، ورنہ یہ قول ظاہری طور پر فاسد ہے۔ چاہیئے کہ غور کر لیا جائے۔

اَلْفَصْلُ التَّاسِعُ فِيْ مَرَاتِبِ الصَّحِيْحِ وَعَدَدِ الصِّحَاحِ وَكُتُبِهَا

(یہ) نویں فصل صحیح کے مراتب، صحاح کی تعداد اور اس کی کتابوں کے بارے میں ہے۔

صَحِيْحُ الْبُخَارِيِّ أَعْلَى الصِّحَاحِ:۔ لَمَّا تَفَاوَتَتْ مَرَاتِبُ الصَّحِيْحِ وَالصِحَاحِ بَعْضُهَا أَصَحُّ مِنْ بَعْضٍ فَاعْلَمْ أَنَّ الَّذِيْ تَقَرَّرَ عِنْدَ جُمْهُوْرِ الْمُحَدِّثِيْنَ أَنَّ صَحِيْحَ الْبُخَارِيِّ مُقَدَّمٌ عَلٰى سَائِرِ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ حَتّٰى قَالُوْا "أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى صَحِيْحُ الْبُخَارِيِّ"۔

صحیح بخاری (صحاح کی کتب) میں سے سب سے اعلی ہے۔ جب صحیح اور صحاح کے مراتب مختلف تھے یوں کہ بعض (صحیح) بعض سے اصح ہیں تو جان لو! جو جمہور محدثین کے نزدیک ثابت شدہ ہے (وہ یہ ہے کہ) صحیح بخاری تمام تصنیف شدہ کتابوں پر مقدم ہے۔ یہاں تک انہوں (محدثین) نے کہا" أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى صَحِيْحُ الْبُخَارِيِّ" (قران پاک کے بعد سب سے صحیح کتاب صحیح بخاری ہے)۔

وَجْهُ تَرْجِيْحِ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ عِنْدَ بَعْضِ الْمُغَارَبَةِ:۔ وَبَعْضُ الْمُغَارَبَةِ رَجَّحُوْا صَحِيْحَ مُسْلِمٍ عَلٰى صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَالْجُمْهُوْرُ يَقُوْلُوْنَ" إِنَّ هٰذَا فِيْمَا يَرْجِعُ إِلٰى حُسْنِ الْبَيَانِ وَجُوْدَةِ الْوَضْعِ وَالتَّرْتِيْبِ وَ رِعَايَةِ دَقَائِقِ الْإِشَارَاتِ وَمَحَاسِنِ النِّكَاتِ فِي الْأَسَانِيْدِ" وَهٰذَا خَارِجٌ عَنِ الْمَبْحَثِ وَالْكَلَامُ فِي الصِّحَّةِ وَالْقُوَّةِ وَ مَا يَتَعَلَّقُ بِهِمَا وَلَيْسَ كِتَابٌ يُّسَاوِيْ صَحِيْحَ الْبُخَارِيِّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ بِدَلِيْلِ كَمَالِ الصِّفَاتِ الَّتِيْ اعْتُبِرَتْ فِي الصِّحَّةِ فِيْ رِجَالِهٖ۔

بعض مغاربہ کے نزدیک صحیح مسلم کو ترجیح دینے کی وجہ:۔ بعض مغاربہ نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دی، اور جمہور کہتے ہیں بیشک یہ (مسلم کی بخاری پر ترجیح) ان میں سے ہے جو حسنِ بیان، عمدہ وضع، عمدہ ترتیب، باریک اشاروں کی رعایت اور سندوں میں خوبصورت نکتوں کی طرف لوٹتی ہے۔ (اور یہ خوبیاں) بحث سے خارج ہیں۔ (ترجیحات کے متعلق) کلام صحت و قوت اور ان سے تعلق رکھنے والی

چیزوں کے بارے میں ہے۔اور اس (صحت و قوت کے) باب میں کوئی ایسی کتاب نہیں جو صحیح بخاری کے برابر ہو۔ان صفات کی کمالیت کی دلیل کے سبب جس کا بخاری کے راویوں میں صحت کا اعتبار کیا گیا ہے۔

وَبَعْضُهُمْ تَوَقَّفَ فِيْ تَرْجِيْحِ أَحَدِهِمَا عَلَى الاٰخَرِ۔

اور بعض نے ان دونوں میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے میں توقف کیا۔

وَالْحَقُّ هُوَ الْأَوَّلُ۔اور حق پہلا والا (قول) ہے۔(بخاری کی مسلم پر ترجیح)۔

اَلْمُتَّفَقُ عَلَيْهِ:۔وَالْحَدِيْثُ الَّذِيْ اتَّفَقَ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَلٰى تَخْرِيْجِهٖ يُسَمّٰى مُتَّفَقًا عَلَيْهِ۔

متفق علیہ:۔اور وہ حدیث جس کی تخریج پر امام بخاری اور امام مسلم نے اتفاق کیا ہو اس کو متفق علیہ کہا جاتا ہے

وَقَالَ الشَّيْخُ بِشَرْطِ أَنْ يَّكُوْنَ عَنْ صَحَابِيٍّ وَّاحِدٍ۔

شیخ نے فرمایا اس شرط کے ساتھ کہ وہ ہو ایک ہی صحابی سے ہو (تو اس کو متفق علیہ کہا جائے گا)

عَدَدُ الْأَحَادِيْثِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهَا:۔وَقَالُوْا مَجْمُوْعُ الْأَحَادِيْثِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهَا أَلْفَانِ وَثَلٰثُمِائَةٍ وَّسِتَّةٌ وَّعِشْرُوْنَ۔

عدد الاحادیث المتفق علیہ:۔اور وہ محدثین نے فرمایا کہ متفق علیہ احادیث کا مجموعہ دو ہزار تین سے چھبیس (2326) ہے۔

دَرَجَاتُ الصِّحَاحِ:۔وَبِالْجُمْلَةِ(1)مَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الشَّيْخَانِ مُقَدَّمٌ عَلٰى غَيْرِهٖ(2) ثُمَّ مَا تَفَرَّدَ بِهِ الْبُخَارِيُّ(3)ثُمَّ مَا تَفَرَّدَ بِهٖ مُسْلِمٌ(4)ثُمَّ مَا كَانَ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ(5) ثُمَّ مَا هُوَ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ(6)ثُمَّ مَا هُوَ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ(7)ثُمَّ مَا هُوَ رَوَاهُ مِنْ غَيْرِهِمْ مِّنَ الْأَئِمَّةِ الَّذِيْنَ الْتَزَمُوا الصِّحَّةَ وَصَحَّحُوْهُ۔فَالْأَقْسَامُ سَبْعَةٌ۔

درجات الصحاح:۔اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ (1) جس حدیث پر شیخین (امام بخاری و مسلم) متفق ہوں وہ اپنے علاوہ پر مقدم ہیں۔(2) پھر وہ (حدیث) جس پر امام بخاری تنہا ہوں (3) پھر وہ (حدیث) جس پر امام مسلم تنہا ہوں (4) پھر وہ جو امام بخاری و امام مسلم کی شرط پر ہو (5) پھر وہ (حدیث) جو امام بخاری کی شرط پر ہو (6) پھر وہ (حدیث) جو امام مسلم کی شرط پر ہو (7) پھر وہ (حدیث) جن کو ان (امام مسلم، امام بخاری) ائمہ کے علاوہ ان ائمہ نے صحتِ حدیث کو لازم کیا ہو اور حدیث کو صحیح بیان کیا ہو تو اقسام سات ہیں۔

مَعْنٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ:۔وَالْمُرَادُ بِشَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ أَنْ يَّكُوْنَ الرِّجَالُ مُتَّصِفِيْنَ بِالصِّفَاتِ الَّتِيْ يَتَّصِفُ بِهَا رِجَالُ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ مِّنَ الضَّبْطِ وَالْعَدَالَةِ وَعَدَمِ الشُّذُوْذِ وَالنَّكَارَةِ وَالْغَفْلَةِ۔

بخاری و مسلم کی شرط کا معنی:۔اور امام بخاری اور امام مسلم کی شرط سے مراد (یہ ہے) کہ راوی ان صفات (ضبط، عدالت، عدم شاذ، عدم نکارہ اور عدمِ غفلت) کے ساتھ متصف ہوں جن کے ساتھ امام بخاری و مسلم کے راوی متصف ہو۔

وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِشَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ رِجَالُهُمَا أَنْفُسُهُمْ وَالْكَلَامُ فِيْ هٰذَا طَوِيْلٌ ذَكَرْنَاهُ فِيْ مُقَدِّمَةِ "شَرْحِ سَفَرِ السَّعَادَةِ"۔

اور کہا گیا کہ امام بخاری اور امام مسلم کی شرط سے مراد بعینہ ان دونوں (امام بخاری و امام مسلم) کے ہی راوی ہیں۔اور اس میں اتنا طویل کلام ہے جس کو ہم نے "شَرْحِ سَفَرِ السَّعَادَةِ" کے مقدمہ میں ذکر کیا۔

اَلْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ لَّمْ يَسْتَوْعِبَا الصِّحَاحَ:۔ اَلْأَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ لَمْ تَنْحَصِرْ فِيْ صَحِيْحِيِ الْبُخَارِيّ وَمُسْلِمٍ وَلَمْ يَسْتَوْعِبَا الصِّحَاحَ كُلَّهَا بَلْ هُمَا مُنْحَصِرَانِ فِي الصِّحَاحِ، وَالصِّحَاحُ الَّتِيْ عِنْدَهُمَا وَعَلٰى شَرْطِهِمَا أَيْضًا لَمْ يُوْرِدَاهَا فِيْ كِتَابَيْهِمَا فَضْلًا عَمَّا عِنْدَ غَيْرِهِمَا۔

بخاری اور مسلم نے صحیح کا احاطہ نہیں کیا:۔ صحیح حدیثیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں منحصر نہیں اور نہ ہی ان دونوں (بخاری و مسلم) نے تمام صحیح حدیثوں کا احاطہ کیا بلکہ یہ دونوں کتابیں صحیح حدیثوں میں منحصر ہیں۔(اور بہت سی) ان کے نزدیک اور ان کی شرط پر (اترنے والی) صحیحوں حدیثوں کو بھی انہوں نے اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کیا چہ جائیکہ ان کی (حدیثیں ذکر) کرتے جو ان دونوں کے علاوہ ہیں۔

قَالَ الْبُخَارِيُّ "مَا أَوْرَدْتُّ فِيْ كِتَابِيْ هٰذَا إِلَّا مَا صَحَّ وَلَقَدْ تَرَكْتُ كَثِيْرًا مِّنَ الصِّحَاحِ"۔

امام بخاری نے فرمایا" مَا أَوْرَدْتُّ فِيْ كِتَابِيْ هٰذَا إِلَّا مَا صَحَّ وَلَقَدْ تَرَكْتُ كَثِيْرًا مِّنَ الصِّحَاحِ"(میں نے اپنی اس کتاب میں وہ ہی ذکر کیا جو صحیح تھا اور بہت سی صحیح (حدیثوں) کو (تو) میں نے چھوڑ دیا۔

وَقَالَ مُسْلِمٌ "اَلَّذِيْ أَوْرَدْتُّ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ مِنَ الْأَحَادِيْثِ صَحِيْحٌ وَلَا أَقُوْلُ "أَنَّ مَا تَرَكْتُ ضَعِيْفٌ""۔

اور امام مسلم نے فرمایا"اَلَّذِيْ أَوْرَدْتُّ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ مِنَ الْأَحَادِيْثِ صَحِيْحٌ وَلَا أَقُوْلُ"أَنَّ مَا تَرَكْتُ ضَعِيْفٌ""(جو میں نے اس کتاب میں احادیث ذکر کی ہے (وہ) صحیح ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ "أَنَّ مَا تَرَكْتُ ضَعِيْفٌ" (جو (احادیث) میں نے چھوڑ دی، (وہ) ضعیف ہیں)۔

وَلَا بُدَّ أَنْ يَّكُوْنَ فِيْ هٰذَا التَّرْكِ وَالْإِتْيَانِ وَجْهُ تَخْصِيْصِ الْإِيْرَادِ وَالتَّرْكِ إِمَّا مِنْ جِهَةِ الصِّحَّةِ أَوْ مِنْ جِهَةِ مَقَاصِدَ أُخَرَ۔

اور ضروری ہے کہ اس (حدیث) کو چھوڑنے اور (حدیث) کو لانے میں ذکر کرنے اور چھوڑنے کو خاص کرنے کی وجہ ہو یا تو (وہ وجہ) صحیح کی جہت سے ہو یا دوسرے مقصد کی جہت سے ہو۔

مُسْتَدْرَكُ الْحَاكِمِ:۔ وَالْحَاكِمُ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُوْرِيُّ صَنَّفَ كِتَابًا سَمَّاهُ "الْمُسْتَدْرَكَ"بِمَعْنٰى أَنَّ مَا تَرَكَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ مِّنَ الصِّحَاحِ أَوْرَدَهٗ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ وَتَلَافٰى وَاسْتَدْرَكَ بَعْضَهَا عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَبَعْضَهَا عَلٰى شَرْطِ أَحَدِهِمَا وَبَعْضَهَا عَلٰى غَيْرِ شَرْطِهِمَا وَقَالَ:۔۔۔

مستدرک الحاکم:۔ اور حاکم ابو عبد اللہ نیساپوری نے ایسی کتاب تصنیف کی جس کا نام انہوں نے "مُسْتَدْرَكُ" رکھا، (مستدرک) اس معنی میں کہ صحیح حدیثوں میں سے جن کو امام بخاری و امام مسلم نے چھوڑا، تو انہوں نے اپنی اس کتاب میں ان (حدیثوں) کو ذکر کیا اور انہوں نے بعض حدیثوں کی شیخین کی شرط پر، بعض کی ان دونوں میں سے کسی ایک کی شرط پر اور بعض کی ان دونوں کی شرط کے علاوہ پر تلافی کی۔ اور کہا۔۔

اَلطَّعْنُ بِقِلَّةِ الْأَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ وَرَدُّهٗ:۔ إِنَّ الْبُخَارِيَّ وَمُسْلِمًا لَمْ يَحْكُمَا بِأَنَّهٗ لَيْسَ أَحَادِيْثُ صَحِيْحَةٌ غَيْرَ مَا خَرَّجَاهُ فِيْ هٰذَيْنِ الْكِتَابَيْنِ وَقَالَ: قَدْ حَدَثَ فِيْ عَصْرِنَا هٰذَا فِرْقَةٌ مِّنَ الْمُبْتَدِعَةِ أَطَالُوْا أَلْسِنَتَهُمْ بِالطَّعْنِ عَلٰى أَئِمَّةِ الدِّيْنِ بِأَنَّ مَجْمُوْعَ مَا صَحَّ عِنْدَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيْثِ لَمْ يَبْلُغْ زُهَاءَ عَشَرَةِ آلَافٍ۔

صحیح حدیثوں کی قلت کا طعنہ اور اس کا رد:۔ کہ امام بخاری اور امام مسلم نے اس بات کا حکم نہیں لگایا کہ وہ احادیث صحیح نہیں ہیں جو ان کے علاوہ ہوں جن کو ان دونوں تخریج کیا ہو۔ اور کہا: ہمارے زمانے میں ایک بدعتی فرقہ رونما ہوا جنہوں ے نے ائمہ دین پر طعن کے ذریعے سے اپنے زبانوں کو لمبا کیا یوں (کہا) کہ ان حدیثوں کا مجموعہ جو تمہارے نزدیک صحیح ہیں وہ دس ہزار کی مقدار تک نہیں (بھی) نہیں پہنچتی۔

وَنُقِلَ عَنِ الْبُخَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ "حَفِظْتُ مِنَ الصِّحَاحِ مِائَةَ أَلْفِ حَدِيْثٍ وَمِنْ غَيْرِ الصِّحَاحِ مِائَتَيْ أَلْفٍ"۔

اور امام بخاری سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ "حَفِظْتُ مِنَ الصِّحَاحِ مِائَةَ أَلْفِ حَدِيْثٍ وَمِنْ غَيْرِ الصِّحَاحِ مِائَتَيْ أَلْفٍ"(میں نے صحیح حدیثوں سے ایک لاکھ اور غیر صحیح حدیثوں سے دولاکھ حدیثیں یاد کیں)۔

وَالظَّاهِرُ(وَاللهُ أَعْلَمُ) أَنَّهُ يُرِيْدُ الصَّحِيْحَ عَلٰى شَرْطِهٖ وَمَبْلَغُ مَا أَوْرَدَ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ مَعَ التَّكْرَارِ سَبْعَةُ اٰلَافٍ وَّمِائَتَانِ وَخَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ حَدِيْثًا وَبَعْدَ حَذْفِ التَّكْرَارِ أَرْبَعَةُ اٰلَافٍ۔

اور ظاہر ہے کہ (حقیق حال اللہ تعالی زیادہ جانتا ہے)وہ(امام بخاری) صحیح کو اپنی شرط کے مطابق مراد لیتے ہیں اور اس کا ٹوٹل جس کو انہوں نے اپنی اس کتاب میں تکرار کے ساتھ ذکر کیا7275 حدیثیں ہیں اور تکرار کے حذف کرنے کے بعد4000احادیث ہیں۔

صَحِيْحُ ابْنُ خُزَيْمَةَ:۔وَلَقَدْ صَنَّفَ الْاٰخَرُوْنَ مِنَ الْأَئِمَّةِ صِحَاحًا مِثْلُ صَحِيْحُ ابْنِ خُزَيْمَةَ الَّذِيْ يُقَالُ لَهٗ إِمَامُ الْأَئِمَّةِ وَهُوَ شَيْخُ ابْنِ حِبَّانَ وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ مَدْحِهٖ "مَا رَأَيْتُ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدًا أَحْسَنَ فِيْ صَنَاعَةِ السُّنَنِ وَأَحْفَظَ لِلْأَلْفَاظِ الصَّحِيْحَةِ مِنْهُ كَأَنَّ السُّنَنَ وَالْأَحَادِيْثَ كُلَّهَا نَصَبُ عَيْنِهٖ"۔

صحیح ابن خزیمہ:۔اور آئمہ مؤخرین نے صحیح (حدیثوں) کو تصنیف کیا جیسا کہ صحیح ابن خزیمہ جن کو امام الائمہ کہا جاتا ہے، اور وہ ابن حبان کے استاد ہیں۔اور ابن حبان نے ان (ابن خزیمہ) کی تعریف میں کہا" مَا رَأَيْتُ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدًا أَحْسَنَ فِيْ صَنَاعَةِ السُّنَنِ وَأَحْفَظَ لِلْأَلْفَاظِ الصَّحِيْحَةِ مِنْهُ كَأَنَّ السُّنَنَ وَالْأَحَادِيْثَ كُلَّهَا نَصَبُ عَيْنِهٖ"(میں نے روئے زمین پر کسی ایک کو ان سے زیادہ سنتوں کا خدمت گزار اور الفاظ صحیحہ کو یاد کرنے والا نہیں دیکھا، گویا کہ تمام سنتیں اور حدیثیں ان کا نصب العین (زندگی کا مقصد) ہیں)۔

صَحِيْحُ ابْنِ حِبَّانَ:۔وَمِثْلُ"صَحِيْحُ ابْنِ حِبَّانَ تِلْمِيْذِ ابْنِ خُزَيْمَةَ ثِقَةٌ ثَبَتَ فَاضِلٌ إِمَامٌ فَهَّامٌ وَقَالَ الْحَاكِمُ "كَانَ ابْنُ حِبَّانَ مِنْ أَوْعِيَةِ الْعِلْمِ وَاللُّغَةِ وَالْحَدِيْثِ وَالْوَعْظِ وَكَانَ مِنْ عُقَلَاءِ الرِّجَالِ"۔

صحیح ابن حبان:۔مثال (کے طور پر) صحیح ابن حبان جو کہ ابن خزیمہ کے شاگرد ہے ثقہ ہیں، فاضل،امام اور فہام (بہت زیادہ سمجھدار) ثابت ہوئے،اور امام حاکم نے کہا"كَانَ ابْنُ حِبَّانَ مِنْ أَوْعِيَةِ الْعِلْمِ وَاللُّغَةِ وَالْحَدِيْثِ وَالْوَعْظِ وَكَانَ مِنْ عُقَلَاءِ الرِّجَالِ"(ابن حبان علم، لغت، حدیث اور وعظ کے پیمانہ تھے،اور عقلمند مردوں میں سے تھے۔

صَحِيْحُ الْحَاكِمِ الْمُسْتَدْرَكُ:۔وَمِثْلُ "صَحِيْحُ الْحَاكِمِ أَبِيْ عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُوْرِيِّ الْحَافِظِ الثِّقَةِ الْمُسَمّٰى بِـــالْمُسْتَدْرَكِ وَقَدْ تَطَرَّقَ فِيْ كِتَابِهِ التَّسَاهُلُ وَأَخَذُوْا عَلَيْهِ وَقَالُوْا"اِبْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ أَمْكَنُ وَأَقْوٰى مِنَ الْحَاكِمِ وَأَحْسَنُ وَأَلْطَفُ فِي الْأَسَانِيْدِ وَالْمُتُوْنِ"۔

صحیح الحاکم المستدرک:۔مثال (کے طور پر) حاکم ابو عبد اللہ نیساپوری جو کہ حافظ اور ثقہ ہیں کی صحیح جس کو مستدرک کہا جاتا ہے اور انہوں نے اپنی کتاب میں آسانی (سستی) کا راستہ اپنایا اور محدثین نے ان کی گرفت کی اور انہوں (محدثین) نے کہا" اِبْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ أَمْكَنُ وَأَقْوٰى مِنَ الْحَاكِمِ وَأَحْسَنُ وَأَلْطَفُ فِي الْأَسَانِيْدِ وَالْمُتُوْنِ "(ابن خزیمہ اور ابن حبان، امام حاکم سے زیادہ بلندرتبہ والے اور زیادہ قوی ہیں۔اور سندوں اور متنوں میں زیادہ اچھے اور زیادہ باریک بین ہیں۔

اَلْمُخْتَارَةُ لِلْمَقْدِسِيّ:۔وَمِثْلُ "اَلْمُخْتَارَةُ لِلْحَافِظِ ضِيَاءِ الدِّيْنِ الْمَقْدِسِيّ وَهُوَ أَيْضًا خَرَجَ صِحَاحًا لَيْسَتْ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَقَالُوْا" "كِتَابُهُ أَحْسَنُ مِنَ الْمُسْتَدْرَكِ"۔

مختارۃ للمقدسی:۔اور جیسا کہ حافظ ضیاء الدین مقدسی کی مختارہ اور یہ بھی بطورِ صحاح کے نکلی ہے جو کہ صحیحین میں نہیں ہے اور انہوں (محدثین) نے کہا کہ "كِتَابُهُ أَحْسَنُ مِنَ الْمُسْتَدْرَكِ" ان (حافظ ضیاءالدین مقدسی) کی کتاب (مختارہ) مستدرک سے زیادہ اچھی ہے۔

صِحَاحٌ أُخْرٰى:۔وَمِثْلُ "صَحِيْحُ أَبِيْ عَوَانَةَ وَابْنِ السَّكَنِ وَالْمُنْتَقٰى لِابْنِ الْجَارُوْدِ وَهٰذِهِ الْكُتُبُ كُلُّهَا مُخْتَصَّةٌ بِالصِّحَاحِ وَلٰكِنَّ جَمَاعَةٌ انْتَقَدُوْا عَلَيْهَا تَعَصُّبًا أَوْ اِنْصَافًا وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ، وَاللهُ أَعْلَمُ۔

صحاح اخرٰی:۔اور مثال (کے طور پر) صحیح ابن عوانہ،اور صحیح ابن سکن،ابن جارود کی منتقی۔ اور یہ تمام کتابیں صحیح کے ساتھ مختص ہیں۔اور لیکن جماعت نے اس پر بطور تعصب و انصاف کے تنقید کی ہے (اور ہر ایک جانتا ہے کہ)"**وفوق کل ذی علم علیم**" (ہر علم والے پر علم والا ہے)واللہ اعلم۔

اَلْفَصْلُ الْعَاشِرُ فِي الْكُتُبِ السِّتَّةِ الْمَشْهُوْرَةِ

(یہ) دسویں فصل مشور (صحاح) ستہ کی کتابوں کے بارے میں ہے۔

اَلْكُتُبُ السِّتَّةُ:۔اَلْكُتُبُ السِّتَّةُ الْمَشْهُوْرَةُ الْمُقَرَّرَةُ فِي الْإِسْلَامِ الَّتِيْ يُقَالُ لَهَا الصِّحَاحُ السِّتَّةُ: هِيَ (1)صَحِيْحُ الْبُخَارِيّ (2)وَصَحِيْحُ مُسْلِمٍ (3) وَالْجَامِعُ لِلتِّرْمِذِيّ (4)وَالسُّنَنُ لِأَبِيْ دَاوُدَ (5) وَالنَّسَائِيُّ (6) وَسُنَنُ ابْنِ مَاجَةَ۔

کتب (صحاح) ستہ:۔چھ (6) کتابیں جو اسلام میں مشہور و مقرر ہیں جن کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے وہ (یہ ہیں) (1) صحیح بخاری (2) صحیح مسلم (3) جامع ترمذی (4) سنن ابی داود (5) نسائی (6) سنن ابن ماجہ۔

وَعِنْدَ الْبَعْضِ الْمُوَطَّأُ بَدَلُ ابْنِ مَاجَةَ وَصَاحِبُ جَامِعِ الْأُصُوْلِ اخْتَارَ الْمُوَطَّأَ۔

اور بعض کے نزدیک ابن ماجہ کی جگہ "موطا" ہے۔اور صاحب جامع اصول نے موطا کو اختیار کیا۔

أَحَادِيْثُ الْكُتُبِ الْأَرْبَعَةِ:۔وَفِيْ هٰذِهِ الْكُتُبِ الْأَرْبَعَةِ أَقْسَامٌ مِّنَ الْأَحَادِيْثِ مِنَ الصِّحَاحِ وَالْحِسَانِ وَالضِّعَافِ وَتَسْمِيَتُهَا بِالصِّحَاحِ السِّتَّةِ بِطَرِيْقِ التَّغْلِيْبِ۔

احادیث کی چار کتب:۔ان چار کتب (شیخین کے علاوہ بقیہ کتب صحاح) میں احادیث کی اقسام میں سے صحیح، حسن اور ضعیف بھی ہیں اور ان کو "صحاح ستہ" کا نام دینا تغلیب کے طریق پر ہے۔

اِصْطِلَاحُ الْبَغَوِيّ:۔وَسَمّٰى صَاحِبُ الْمَصَابِيْحِ أَحَادِيْثَ غَيْرِ الشَّيْخَيْنِ بِالْحِسَانِ وَهُوَ قَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. قَرِيْبٌ مِّنَ الْمَعْنَى اللُّغَوِيّ أَوْ هُوَ اصْطِلَاحٌ جَدِيْدٌ مِّنْهُ۔

اصطلاح بغوی:۔صاحب مصابیح نے شیخین کے علاوہ کی حدیث کو حسان کا نام دیا اور یہ اس وجہ سے قریب ہے (اور) معنی لغوی سے قریب ہے یا یہ ان کی نئی اصطلاح ہے۔

كِتَابُ الدَّارِمِيِّ :۔وَقَالَ بَعْضُهُمْ كِتَابُ الدَّارِمِيِّ أَحْرٰى وَأَلْيَقُ بِجَعْلِهٖ سَادِسَ الْكُتُبِ لِأَنَّ رِجَالَهٗ أَقَلُّ ضُعْفًا وَوُجُوْدُ الْأَحَادِيْثِ الْمُنْكَرَةِ وَالشَّاذَّةِ فِيْهِ نَادِرٌ وَلَهٗ أَسَانِيْدُ عَالِيَةٌ وَّثُلَاثِيَاتُهٗ أَكْثَرُ مِنْ ثُلَاثِيَاتِ الْبُخَارِيِّ۔ وَهٰذِهِ الْمَذْكُوْرَاتُ مِنَ الْكُتُبِ أَشْهَرُ الْكُتُبِ وَغَيْرُهَا مِنَ الْكُتُبِ كَثِيْرَةٌ شَهِيْرَةٌ۔

کتاب دارمی:۔بعض محدثین نے کہا کہ امام دارمی کی کتاب کو (صحاح ستہ کی) کتب (میں سے) چھٹی (6) بنانا زیادہ مناسب ہے، کیونکہ ان کے راوی ضعیف کم ہیں، اور اس میں شاذ اور منکر احادیث کا پایا جانا نادر (قلیل) ہے اور اس کی سندیں عالی ہیں اور اس کی ثلاثیات امام بخاری کی ثلاثیات سے زیادہ ہیں۔اور یہ مذکورہ (چھ) کتابیں (صحاح ہونے میں) زیادہ مشہور ہیں۔اور ان (چھ) کے علاوہ کتب (بھی صحاح ہونے میں) باکثرت و مشہور ہیں۔

مَصَادِرُ السُّيُوْطِيِّ فِيْ "جَمْعُ الْجَوَامِعِ"وَلَقَدْ أَوْرَدَ السُّيُوْطِيُّ فِيْ كِتَابِ"جَمْعُ الْجَوَامِعِ" مِنْ كُتُبٍ كَثِيْرَةٍ يَتَجَاوَزُ خَمْسِيْنَ مُشْتَمِلَةً عَلَى الصِّحَاحِ وَالْحِسَانِ وَالضِّعَافِ وَقَالَ"مَا أَوْرَدْتُّ فِيْهَا حَدِيْثًا مَوْسُوْمًا بِالْوَضْعِ اِتَّفَقَ الْمُحَدِّثُوْنَ عَلٰى تَرْكِهٖ وَرَدِّهٖ"۔وَاللهُ أَعْلَمُ۔

جمع الجوامع میں سیوطی مصادر:۔امام سیوطی نے اپنی کتاب "جَمْعُ الْجَوَامِعِ" میں بہت سی ایسی کتابیں ذکر کیں جو صحاح، حسان اور ضعاف پر مشتمل پچاس سے بھی زیادہ ہیں۔اور (امام سیوطی) نے کہا کہ "مَا أَوْرَدْتُّ فِيْهَا حَدِيْثًا مَوْسُوْمًا بِالْوَضْعِ اِتَّفَقَ الْمُحَدِّثُوْنَ عَلٰى تَرْكِهٖ وَرَدِّهٖ" (میں نے اس (جمع الجوامع) میں وضع نامی (موضوع) حدیث ذکر نہیں کی، جس کے متروک و مردود ہونے پر محدثین نے اتفاق کیا ہو۔واللہ اعلم۔

جَمَاعَةٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ الْمُتْقِنِيْنَ:۔وَذَكَرَ صَاحِبُ الْمِشْكَاةِ فِيْ دِيْبَاجَةِ كِتَابِهٖ جَمَاعَةً مِّنَ الْأَئِمَّةِ الْمُتْقِنِيْنَ وَهُمُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَالْإِمَامُ مَالِكٌ وَالْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ وَالْإِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَ رَزِيْنٌ وَأَجْمَلَ فِيْ ذِكْرِ غَيْرِهِمْ وَكَتَبْنَا أَحْوَالَهُمْ فِيْ كِتَابٍ مُفْرَدٍ مُسَمًّى بِــ"اَلْإِكْمَالِ بِذِكْرِ أَسْمَاءِ الرِّجَالِ"۔وَمِنَ اللهِ التَّوْفِيْقُ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ فِي الْمَبْدَأِ وَالْمَاٰلِ۔

ماہر ائمہ کی جماعت:۔اور صاحب مشکوۃ نے اپنی کتاب کے دیباچہ میں ماہر ائمہ کی جماعت کا ذکر کیا۔وہ (یہ ہیں) امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ترمذی، امام ابو داود، امام نسائی، امام ابن ماجۃ، امام دارمی، امام دار قطنی، امام بیہقی، امام رزین اور ان کے علاوہ کے ذکر کو مجمل رکھا، اور ہم نے ان (ماہر ائمہ) کے احوالِ (زندگی) کو ایک کتاب میں لکھ دیا جس کا نام "اَلْإِكْمَالِ بِذِكْرِ أَسْمَاءِ الرِّجَالِ" رکھا گیا ہے۔اور اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے، اور ابتدا و انتہا میں وہی مددگار ہے۔

وَأَمَّا"اَلْإِكْمَالُ فِيْ أَسْمَاءِ الرِّجَالِ" لِصَاحِبِ الْمِشْكَاةِ فَهُوَ مُلْحَقٌ فِيْ اٰخِرِ هٰذَا الْكِتَابِ۔

اور بہر حال صاحب مشکوۃ کی "اَلْإِكْمَالُ فِيْ أَسْمَاءِ الرِّجَالِ" تو اس کتاب (مشکوۃ) کے آخر میں ملحق ہے۔

تمت بالخیر

27-03-2021 بمطابق 1442-08-12 بروز ہفتہ

کوئی غلطی پائیں تو لازمی آگاہ فرمائیں۔واٹس نمبر 03052975069، 03352506013 کال مت کیجئے۔